وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

خمینیت

عصرِ حاضر کا عظیم فتنہ

تالیف

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

استاذ دار العلوم دیوبند

بیت التوحید ۱۳۷-اے آصف کالونی کراچی ۱۸

فون ۲۹۵۷۸۰

والفتنة اشد من القتل

خمینیت

عصر حاضر کا عظیم فتنہ

ہدیہ

۱۸/- روپے

تالیف

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

استاذ دار العلوم دیوبند

ناشر: بیت التوحید ۱۳۷/ای آصف کالونی کراچی ۱۹ فون ۲۹۵۷۱۰


محمد رسول اللہ ﷺ
یا اللہ مدد
ہر حال میں کہو
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رض
حضرت سیدنا عمر فاروق رض
حضرت سیدنا عثمان غنی رض
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رض
بغض جس سینے میں ہو صدیق رض کا فاروق رض کا
ہے یہی بہتر کہ وہ سینہ سدا پھٹتا رہے

فہرست عنوانات

باب ①

- خمینی کیا تھے اور کیا بن گئے
- نام نہاد الجمہوریۃ الاسلامیہ میں کیا ہو رہا ہے
- خمینیوں کے سنسنی خیز جرائم کا انکشاف
- خمینی اقتدار کے بھیانک جرائم اور ان کا انجام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا
ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ
واشھد ان لا الہ الا اللہ شھادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ ولارفع الدرجات کفیلۃ
واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین - اما بعد

انقلاب ایران اور اسکے قائد خمینی آجکل ہمارے ملک میں موضوع بحث بنے ہوئے ہیں، جماعت اسلامی مسلمانوں کا جدت پسند اور عصری علوم وفنون سے وابستہ طبقہ اسے اسلامی انقلاب سمجھتا ہے، اور جو لوگ ان کی رائے سے اتفاق نہیں رکھتے انھیں فرسودہ خیال، قدامت پسند، حالات زمانہ سے بے خبر اور اتحاد دشمن جیسے اہانت آمیز خطابات سے نوازتے ہیں یہ گروہ اپنی رائے میں اس درجہ شدت رکھتا ہے کہ قائد انقلاب "خمینی" اور ان کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کے خلاف ایک حرف بھی سننا اسے گوارہ نہیں۔

اس کے بالمقابل قدیم تعلیم یافتہ، اور مذاہب عالم پر مبصرانہ نگاہ رکھنے والے حضرات ہیں، جو اس انقلاب کو اسلامی انقلاب کے ماننے کیلئے تیار نہیں، اور بڑی حد تک یہ حضرات بھی اپنی رائے میں جزم اور پختگی رکھتے ہیں۔

جماعت اسلامی اور اس کے ہم خیال گروہ کی تائید خود خمینی اور انکی برق رفتار پریس سے بھی ہورہی ہے جو ابلاغ وترسیل کے تمام تر ذرائع کو کام میں لاکر یہ نعرہ بلند کررہے ہیں کہ "ثورۃ اسلامیۃ لاشیعیۃ ولاسنیۃ" اور ان کا پریس مسلسل اعلان کئے جارہا ہے کہ پوری دنیا میں یہ واحد اسلامی انقلاب ہے جو اسلام کے

اقتدار اور کتاب و سنت کے نفاذ کیلئے برپا کیا گیا ہے، اب وقت آگیا ہے کہ ملتِ اسلامیہ متحد ہو کر قائد انقلاب امام خمینی کی قیادت میں اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کرے، اسی کے ساتھ خمینی کے نمائندے اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مملکتِ ایران کے سفارت خانے بھی پوری قوت سے دنیا میں یہ بات پھیلا رہے ہیں کہ ایران کا یہ انقلاب درحقیقت اسلامی انقلاب ہے جو اس وقت اتحاد بین المسلمین کی ایک علامت ہے، اس کی تائید اور حمایت دنیا کے تمام بیکسوں اور مظلوموں کی حمایت ہے، اسلام اور اقتدارِ اسلام کی حمایت ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کا دینی اور مذہبی فریضہ ہے کہ وہ اپنے فروعی اور فقہی اختلافات سے بالاتر ہو کر وحدت کلمہ، وحدت قبلہ، وحدت کتاب اور وحدت رسول کی بنیاد پر امام خمینی کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں۔

خمینی کی اس دعوتِ عمومی کے بعد ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ ہم اسے کتاب و سنت کی کسوٹی پر پرکھیں اگر ان بلند و بانگ دعووں کے مطابق واقعی یہ انقلاب اسلام کے معیار پر پورا اتر رہا ہے تو اس کی حمایت و نصرت اور تائید و تقویت ہمارے لئے شرعی حیثیت سے ضروری ہو جائیگی اور اگر وہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا تو پھر اس کی تردید و مخالفت بھی اسی طرح لازم ہوگی اس میں کسی قسم کی مسابلت و مداہنت شرعاً درست نہ ہوگی، یہ تحقیق و تفتیش اور جانچ و پڑتال اس وقت اور بھی ضروری ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ دعوت ایک ایسی شخصیت کی جانب سے دی جا رہی ہے جو صرف ایک مذہبی پیشوا ہی نہیں بلکہ ایک عظیم سیاسی لیڈر بھی ہے، کیونکہ اکثر اسلام مخالف سیاسی تحریکیں قرآن و سنت اور اتحاد بین المسلمین ہی کے پرشور نعروں کے ساتھ اٹھی ہیں، اس بحث و تحقیق کے بغیر

اس انقلاب کے بارے میں رد یا قبول کا کوئی بھی پہلو نہ مناسب ہے اور نہ معقول اس لئے کسی فیصلہ سے پہلے اس کی واقعیت کو معلوم کر لینا ازبس ضروری ہے۔

کسی دعوت و تحریک کے صحیح رخ کو جاننے اور اس کی اصل حقیقت تک پہنچنے کا سیدھا اور معقول راستہ یہ ہے کہ اس کے قائد اور رہنما کے افکار و نظریات کا جائزہ لیا جائے جس کی قیادت اور سربراہی میں یہ تحریک پروان چڑھی ہے کیونکہ ہر تحریک اور ہر انقلاب کا مرکز و محور اس کے اپنے قائد کے افکار و نظریات ہی ہوتے ہیں جس کے گرد اس کا سارا نظام گردش کرتا ہے۔

خمینی نہ صرف ایک سیاسی لیڈر اور رہنما ہیں بلکہ اپنے نظریہ ولایت فقیہ کی روشنی میں امام غائب کے قائم مقام اور نائب بھی ہیں، اور ان کی قیادت میں ایران کے اندر جو سیاسی انقلاب آیا ہے اور اس کے نتیجہ میں وہاں جو حکومت قائم ہوئی ہے اس کی تنظیم و تشکیل اسی نظریہ ولایت فقیہ کی روشنی میں کی گئی ہے چنانچہ دستور ایران کی دفعہ ۵ میں یہ صراحت موجود ہے۔

تکون ولایة الامر والامة فی غیبة الامام المہدی عجل اللہ فرجہ فی جمہوریة ایران الاسلامیة للفقیہ العادل المتقی العارف بالعصر[؟]	امام مہدی کے غیبت کے زمانہ میں جمہوریہ اسلامیہ ایران کا امیر و امام اپنے عہد کا فقیہ، عادل، پاکباز اور عارف باشعور ہوگا۔

دستور کی اس دفعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خمینی کا برپا کیا ہوا انقلاب ان کے نظریۂ ولایت فقیہ کی بنیاد پر قائم ہے، یہی انکشاف خود خمینی کی تحریروں سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا، لہذا اب ضرورت ہے کہ خمینی کے اعمال و عقائد اور نظریہ ولایت فقیہ کا قرآن و سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تاکہ ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کے بارے میں صحیح فیصلہ تک پہنچا جا سکے کہ وہ اسلامی انقلاب ہے یا غیر اسلامی اور خود خمینی کے بارے میں بھی فیصلہ آسان ہو جائے کہ وہ اسلام کے حامی و علمبردار ہیں یا اسلام کے دشمن اور بدخواہ ہیں

اصلی وطن اور خاندان

خمینی ایرانی نژاد نہیں ہیں، بلکہ وہ اصلاً ہندوستانی ہیں، ان کے دادا "احمد" آج سے تقریباً سو سال قبل ہندوستان کی سکونت ترک کر کے ایران آکر "خمین" نامی ایک بستی میں آباد ہو گئے تھے، یہیں ان کے والد "مصطفیٰ" پیدا ہوئے اور جواں سالی میں مقتول ہو گئے، خمینی کے باپ دادا کی تاریخ کا بس اسی قدر معلوم ہے اور عام طور پر تمام ایرانی اس سے واقف ہیں[1]۔ اس سے آگے کی ان کی خاندانی تاریخ پر لاعلمی کا دبیز پردہ پڑا ہوا ہے، اور کسی کو معلوم نہیں کہ ان کا صحیح سلسلۂ نسب کیا ہے، ہندوستان کے کس خطے اور شہر سے ان کی خاندان کا وطنی تعلق تھا، وہاں اس کی کیا حیثیت تھی اور اس ترک سکونت کا سبب کیا تھا، یہ اور اس طرح کے بے شمار سوالات ایک متجسس ذہن میں ابھرتے ہیں مگر جواب ندارد ہے، اور خود خمینی بھی تاریخ کے ان مخفی گوشوں کو مخفی ہی رکھنا چاہتے ہیں اسی بنا پر وہ اس سلسلے میں بالکل ساکت اور خاموش ہیں، اور اس موضوع پر گفتگو کو خلاف مصلحت سمجھتے ہیں۔

علم و تحقیق کی میزان میں اس عذر خواہی یا بالفاظ دیگر سخن سازی کا کوئی بھی وزن نہیں ہے کہ "خمینی اپنے خاندانی احوال سے واقف نہیں ہیں اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنے سے معذور ہیں": کیونکہ محقق طور پر یہ معلوم ہے کہ ان کے دادا نے اب سے ایک صدی قبل ہندوستان کو خیرباد کہہ کر ایران کا توطن اختیار کر لیا تھا، اور تاریخ عمرانی میں ایک صدی کے اندر تین نسلوں کا وجود ملتا گیا ہے، اب بتلائیے یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ صرف تین نسلوں کے وقفہ سے کسی شخص کا اپنے خاندان سے اس طرح انقطاع ہو گیا کہ اب اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ ہمارے آباؤ اجداد کا اصلی وطن کہاں تھا اور انکا سلسلۂ نسب کیا ہے؟

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۴۸۔

الامام البروجردی ۱۹۶۱ء میں وفات پا گئے تو شیعہ جماعت کی مذہبی قیادت کیلئے ان کے قائم مقام کی حیثیت سے "الامام کاظم شریعت مداری، الگلپائیگانی اور النجفی المرعشی" تین علماء کے ناموں کا چرچا دینی حلقوں میں ہوا اور اس موقع پر بھی خمینی کا نام زعمائے دین کی فہرست میں نہ آسکا، کسی کو اس کا گمان بھی نہیں تھا کہ خمینی کبھی زعمائے دین اور قائدینِ ملت کی صف میں شمار ہو سکتے ہیں کیونکہ علمی دینی حلقوں میں معلم فلسفہ کی حیثیت سے متعارف تھے۔ فقیہ و مجتہد (جو شیعی نقطہ نظر کے مطابق فتوی صادر کرنے کا حق رکھتا ہے) کی حیثیت سے انھیں کوئی نہیں جانتا تھا جب کہ دینی سربراہی کیلئے یہ شرط اولین ہے۔[1]

معلم فلسفہ سے فقیہ عادل

تاریخی حوادثات کبھی کبھی حیرت انگیز نتائج کے حامل ہوتے ہیں اور فرد و جماعت کی زندگی میں ایسا محیر العقول انقلاب پیدا کر دیتے ہیں جس کا پہلے سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا خمینی کی شہرت و قیادت بھی اسی قسم کے ایک حادثہ کی رہین منت ہے۔

خمینی اپنی نامرادی پر صبر کئے جامعہ قم میں تدریسی خدمت میں مشغول تھے اسی زمانہ میں شاہ ایران نے یہ اعلان کر دیا کہ زراعتی اور قابلِ کاشت اراضی ان کے مالکوں سے لے کر کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے۔

اس اعلان کے ہوتے ہی رضا شاہ کے خلاف ایران میں ایک طوفان امنڈ پڑا اور بہت سی علمی شخصیتیں بھی اس قانون کے خلاف میدان میں آگئیں، خمینی جو ایک مدت سے شہرت و ناموری کی آتش ہوس میں جل بھن رہے تھے بھلا اس نادر موقع کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتے، چنانچہ ایک شاطر کھلاڑی کی طرح وہ بھی میدان میں کود پڑے، شاہ کی مخالفت میں انھوں نے اس قوت و شدت اور انتہا پسندی کا مظاہرہ کیا کہ ان تمام دینی قائدین کو جو اس قانون کے خلاف جدوجہد

---

[1] الثورة البائسة - ص ۱۵۵

اس لئے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کے بارے میں خمینی کی یہ احتیاط اور اس موضوع سے دانستہ گریز کسی رازِ سربستہ کی غمازی کرتا ہے جس کے تحفظ کیلئے یہ ساری پردہ داریاں کیا

اپنے خاندانی حالات کے سلسلے میں طبع انسانی کے برخلاف خمینی کے اس رویے کی بنیاد پر سوچنے والا سوچ سکتا ہے کہ ہو نہ ہو خمینی کے جبہ و دستار کا بھرم اسی سترِ مخفی اور رازِ سربستہ کی پر اسرار بنیاد پر قائم ہو اور ان کی قائدانہ مصلحت کا تقاضا یہی ہو کہ اس بارے میں بحث و تمحیص اور کھود کرید کو راہ نہ دی جائے

لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوء کم (الآیہ)

ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

ابتدائی کوائف

عمر کی پچاس بہاریں دیکھ لینے کے باوجود خمینی گوشۂ گمنامی سے باہر نہیں نکل سکے تھے اور جامعہ قم ایران میں فلسفۂ اسلامی کے معلم کی حیثیت سے زندگی کے ایام گذارتے رہے لیکن شہرت و ناموری کی ہوس اس زمانہ میں بھی ان کے اندر جنون کی حد تک پہنچی ہوئی تھی یہاں تک اس وقت کے ایران کے سب سے بڑے شیعی عالم الامام البروجردی کے علم و فضل کا تذکرہ جب ان کے پاس کیا جاتا تو دامنِ ضبط ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جاتا اور اس طرح البروجردی پر بھٹ پڑتے تھے کہ خمینی کی اس کیفیت کو دیکھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ الامام البروجردی نے خمینی کی حق تلفی کر کے ان کے مقام و مرتبہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

خمینی کے اس جذبۂ شہرت طلبی سے "البروجردی" بھی اچھی طرح واقف تھے اس لئے کہا کرتے تھے: ان ھذا الرجل سیھدم الحوزۃ الدینیۃ و یکون علی الاسلام وبالا۔ یہ شخص (خمینی) عنقریب دینی حدود کو پامال کرے گا اور اسلام پر ایک وبال بنے گا۔ (زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو)

کر رہے تھے اپنے اس جذباتی طرزِ عمل سے پیچھے ڈال دیا۔

ہر جگہ کے عوام کا عام طور پر یہی شیوہ ہے کہ وہ سنجیدہ اور تعمیری پروگراموں کے مقابلہ میں جذباتی تقریروں کو زیادہ پسند کرتے ہیں ایرانی عوام نے بھی اسی ذہنیت کا مظاہرہ کیا، اس لئے تھوڑے ہی دنوں میں خمینی کے گرد عوام کا اچھا خاصا حلقہ اکٹھا ہو گیا اور دیکھتے دیکھتے وہ ایک ابھرتے ہوئے دینی رہنما کی حیثیت سے ملک میں مشہور ہو گئے، خمینی کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا تھا، اور ایک کامیاب نسخہ ان کے ہاتھ آ گیا تھا، اس لئے ہوا خواہوں اور عقیدت مندوں کی بھیڑ اکٹھا کرنے کی غرض سے اپنی تقریروں کو مزید تلخ اور جذباتی بنا دیا، اس دو دھاری نسخے سے انھیں غیر معمولی فائدہ ہوا اور ان کی شہرت کا آفتاب نصف النہار کو چھونے لگا۔ رضا شاہ کو ان کی بیجا تلخ نوائیاں اور اسکے ذریعہ سستی شہرت کھٹکنے لگی، بالآخر انھیں قید کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جس سے انھیں مظلومیت کی ہمدردی بھی حاصل ہو گئی۔ اور وہ پورے ملک میں معلم فلسفہ کی بجائے رہبر قوم اور فقیہ عادل کی حیثیت سے جانے پہچانے جانے لگے۔ یہ ہے خمینی کی رہبر اور فقیہ عادل بننے کی داستان[1]۔

؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ایران کی سیاسی جماعتیں

شہنشاہیت کے خلاف اور ملک میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کے لئے تنہا خمینی اور ان کے حاشیہ نشینوں ہی نے جد و جہد نہیں کی ہے بلکہ اس میدان میں درج ذیل جماعتیں خمینی کے دوش بدوش ہر قسم کی قربانیاں دے رہی تھیں، ان میں بعض پارٹیاں ایسی بھی ہیں جن کی خدمات کے مقابلے میں ....

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۵۶

خمینی پارٹی کی خدمت عشر عشیر کا درجہ بھی نہیں رکھتی، ذیل میں ان جماعتوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) ڈاکٹر مصدق کی قائم کردہ پارٹی (الجبهة الوطنية) تعلیمی اور تجارتی مراکز میں اس پارٹی کا بہت زیادہ رسوخ تھا

(۲) الامام زنجانی اور بازرگان مہندس کی پارٹی یہ دراصل الجبهة الوطنية کی ایک شاخ تھی جو بعد میں اس سے الگ ہو کر مستقل پارٹی بن گئی تھی اور النہضہ کے مختصر نام سے مشہور تھی اسکے اثرات بھی تعلیم گاہوں اور تجارتی منڈیوں میں بہت وسیع تھے۔

(۳) مجاہدین خلق۔ موسیٰ خیابانی اور مسعود رجوئی اسکے مؤسس تھے اور روحانی طور پر اسکے اصل بانی آیت اللہ الطالقانی تھے، اس پارٹی میں مدارس وجامعات کے طلبہ وطالبات کثرت سے داخل تھے، انقلاب ایران کو کامیاب کرنے میں اس پارٹی کا بہت دخل ہے، ایران کی تمام سیاسی جماعتوں میں یہ جماعت سب سے زیادہ مضبوط، فعال، اور مؤثر تھی، ایرانی قیادت پر خمینی کے تسلط کے بعد خمینیوں کے جور وستم کا تختۂ مشق سب سے زیادہ یہی پارٹی بنی ہے۔

(۴) زعمائے شیعہ کی جماعت۔ جیسے آیت اللہ الطالقانی، الامام السید حسین القمی، الامام الشیخ بہاء الدین المحلاتی الامام زنجانی الامام الخاقانی وغیرہ ان کے اثرات ایرانی قوم میں بہت زیادہ تھے۔ یہ سب علماء شہنشاہیت کے مخالف اور انقلاب پسند تھے، ان علمائے شیعہ کو خمینی اور ان کی جماعت سے بہت سے امور میں اختلاف بھی تھا، لیکن انقلاب کو نقطۂ اتحاد بنا کر انقلابی جدوجہد میں یہ حضرات بھی پورے طور پر شریک تھے۔

(۵) شریعت مداری کی پارٹی۔ اس پارٹی میں بھی جامعات اور یونیورسٹیوں

گھر میں ایک قیدی کی طرح زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں، امام خاقانی کو تو باضابطہ ان کے گھر میں نظر بند کر دیا ہے، اور امام قمی جیسا مجاہد جلیل جس کے پائے ثبات کو شاہ کی چودہ سالہ انتہائی اذیت ناک سزائیں بھی لغزش نہ دے سکیں آج نہایت کس مپرسی کی حالت میں حیات کے ایام گن رہا ہے، امام زنجانی جنھوں نے جمہوریت کی خاطر سات سال کی جیل کاٹی الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران سے مایوس ہو کر عزلت نشین ہو گئے تھے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔[1]

یہ ہے ان اعاظم علمائے شیعہ کے ساتھ خمینی کا برتاؤ جو انقلاب کی جنگ میں ان کے دوش بدوش بلکہ ان سے آگے تھے۔

حکومتِ ایران پر خمینی کا تسلط عہد و میثاق کے خلاف ہے

خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں علمائے دین کے مشاغل کے متعلق لکھا ہے کہ علمائے دین پر لازم ہے کہ تدبیر، تقویٰ، علوم سماویہ اور تہذیب اخلاق کی تعلیم و اشاعت کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول نہ ہوں۔[2]

اسی طرح فرانس کے زمانۂ قیام میں ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ایک بیان دیتے ہوئے یہ کہا تھا۔

ان رجال الدین الشیعۃ لا یریدون ان یحکموا ایران[3] اذ سینحصر عمل رجال الدین فی ارشاد و مراقبۃ اعمال و افعال الحکام۔[4] و انا لا ارید ان اکون زعیما للجمہوریۃ الاسلامیۃ ولا ارید تولی السلطنۃ بل ابقی فقط لارشاد الناس[5]

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۳۱۔ [2] کشف الاسرار ص ۲۰۸۔ [3] خمینی کا بیان ۲۵/۱۰/۱۹۷۸ء [4] الحکومت الاسلامیہ ص ۱۸۶، مطبوعہ صوت الخلیج الکویت [5] خمینی کا انٹرویو اخبار گارجین مورخہ ۱/۱۱/۱۹۷۸ء

کے طلبہ کثرت سے تھے اور ایک موثر جماعت سمجھی جاتی تھی۔

(۶) خمینی اور ان کے حامیوں کی جماعت :۔ یہ پارٹی بھی دیگر پارٹیوں کی طرح انقلاب کیلئے کوشاں تھی۔

(۷) تودہ پارٹی۔ یہ روس نواز پارٹی تھی، دیگر جماعتوں کے مقابلے میں اس جماعت سے خمینی کے تعلقات بہت بہتر تھے، یہ تمام سیاسی اور دینی جماعتیں منہاج وعمل میں اختلاف رکھنے کے باوجود شاہی نظام کی شکست وریخت اور جمہوری نظام کے قیام واستحکام کے نظریہ میں متحد تھیں اور انقلاب کے برپا کرنے میں اپنی اپنی بساط کے مطابق سب کی خدمات ہیں۔

انقلاب کے قائدین اور جمہوریۂ ایران میں ان کا مقام

انقلاب ایران کے میدان جہد وعمل میں زعیم دینی کی حیثیت سے تنہا خمینی نہیں تھے۔ اس راہ میں ان کے ہم سفر نہیں بلکہ پیشرو السید کاظم شریعت مداری، آیت اللہ الطالقانی، السید حسین الله الامام الخاقانی، الامام زنجانی وغیرہ اعاظم علمائے شیعہ بھی تھے، امام قمی نے تو اس سلسلہ میں ۱۴ سال کی طویل مدت تک قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں جبکہ خمینی اس مدت میں ایران سے باہر ترکی، عراق اور پیرس وغیرہ کی سیر اور راحت وآرام کی زندگی بسر کر رہے تھے، لیکن یہ سب علمائے دین انقلاب کے بعد ایران کی حکومت جمہور کے حوالے کر کے اپنے اپنے علمی و دینی زاویوں میں واپس لوٹ کر اپنے مشاغل میں لگ گئے، خمینی کے ساتھ حکومت سازی میں بالکل شریک نہیں ہوئے، مگر خمینی کی تنگ ظرفی کا یہ عالم ہے کہ ان علماء کی قربانیوں کے صلے میں کم از کم ان کی توقیر و تعظیم ہی کا حق ادا کرتے الٹے ان کے ساتھ آج تشدد اور ظلم و زیادتی کا معاملہ کر رہے ہیں، چنانچہ شریعت مداری آج کل اپنے

شیعہ علماء ایران پر حکومت کرنا نہیں چاہتے، کیونکہ علماء کے کام کا دائرہ حکام کے کاموں کی نگرانی اور ان کی اصلاح میں محدود ہے اور میں خود جمہوریہ اسلامیہ کی ریاست نہیں چاہتا اور نہ ایران کی حکومت پر قبضہ کا میرا ارادہ ہے۔ انقلاب کے بعد میرا کام صرف قوم کی رہنمائی ہوگا۔

ایرانی عوام اور جماعتوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ایک دینی رہنما اپنی ان واضح تصریحات کو پس پشت ڈال کر حکومت ایران پر مسلط ہوجائیگا لیکن خمینی نے اپنے قول و قرار اور جمہور کے وہم و گمان کے برخلاف اس ڈرامائی انداز سے جمہوریہ ایران کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے کہ ناطقہ سربگریباں ہے ایسے کیا کہئے : اور آج یہ عالم ہے کہ الجمہوریۃ الاسلامیہ کے نام سے الجمہوریۃ الخمینیۃ کا سکہ ایران میں چل رہا ہے اور اگر کوئی اس جبر و استبداد کے خلاف ایک لفظ بھی کہہ دے تو وہ خمینی مذہب میں مرتد و منافق اور قابل گردن زدنی ہے۔ تفصیل آگے ملاحظہ کیجئے۔

خمینی نظام اقتدار کے تین شعبے

الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کے دستور اساسی میں نظام حکومت کو برپا کرنے کے بہت ساری مجلسوں اور محکموں کا ذکر کیا گیا ہے مگر یہ ہاتھی کے دانت محض دکھانے کے لئے ہیں عملی طور پر ایران میں درج ذیل تین شعبے متحرک ہیں اور انھیں کے گرد پورا نظام حکومت گردش کرتا ہے۔ اور ان تینوں شعبوں پر صرف خمینی کے افراد قابض ہیں۔[1]

(۱) الحرس الثوری (پاسداران انقلاب) (۲) اللجان الثوریۃ (مجلس عاملان انقلاب) (۳) المحاکم الثوریۃ (مجلس عادلان انقلاب)

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۳۶۔

معیارِ صلاحیت

ان تینوں مذکورہ شعبوں کے رئیس اور ذمہ داران اگرچہ صاحب جبہ و دستار ہیں اور اپنی وضع قطع سے دیندار نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں دین سے ان کا دور کا بھی تعلق نہیں، ان ذمہ داروں کے انتخاب میں علم، دیانت، اخلاق وغیرہ ضروری صلاحیتوں کی بجائے خمینی کی مطلق وفاداری اور بے چون وچرا پیروی کو معیار ٹھہرایا جاتا ہے، خمینی کی اسی فضیلت کی رعایت میں ایران کی نام نہاد "الجمہوریۃ الاسلامیہ" کے دستور اساسی میں یہ دفعہ رکھی گئی ہے۔ حب خمینی حسنۃ لاتضر معہ سیئۃ۔ خمینی کی محبت نیکی ہے اسکے ہوتے ہوئے کوئی جرم اور گناہ نقصان رساں نہیں ہے[1]۔

اسی دفعہ کے محور پر آج کل ایران کے اندر تمام احکام و قوانین گردش کرتے ہیں اور الجمہوریۃ الخمینیۃ میں خمینی سے معمولی درجہ کا بھی اختلاف رکھنے والا منافق، مرتد و مستحق قتل ہے جب کہ خمینی سے عقیدت و محبت کا دم بھرنے والا بڑے سے بڑے جرم کے بعد بھی لائق تبریک و تکریم ہے

چنانچہ خمینی کے ابتدائی تین سالہ دور اقتدار میں ایک ہزار چار سو افراد ہیروئین وغیرہ منشیات کی تجارت کرنے کے الزام میں قتل کیے گئے جنھیں صفائی کا موقع تک نہیں دیا گیا، کیونکہ یہ سب کے سب اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو خمینی کی نظام حکومت کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ لیکن ۱۹۸۳ء میں خمینی کے داماد صادق الطباطبائی کو المانیہ کے سفر میں وہاں کے سپاہیوں نے گرفتار کرکے ان کے بریف کیس سے ایک کلو چھ سو گرام افیون برآمد کرلی، اس جرم میں المانیہ کی حکومت نے انھیں جیل میں ڈال دیا، بالآخر خمینی حکومت کی غیر معمولی کوششوں کے نتیجے میں انھیں رہائی ملی اور جب المانیہ سے بذریعہ ہوائی جہاز

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۴۴۔

طہران واپس لوٹے تو خود خمینی نے ان کا استقبال کرتے ہوئے ان کی رہائی پر انھیں مبارکباد دی، کیونکہ یہ خمینی کے عزیز قریب تھے اور ان کی محبت کا دم بھرتے تھے اس لئے اس جرم کے باوجود جس کی بناپر ایران کو رسوائی اٹھانی پڑی یہ لائق تبریک و تکریم ہی رہے

اس باعزت مجرم صادق الطباطبائی کی واپسی کے دوسرے ہی دن الجمہوریۃ الخمینیہ نے نہایت جسارت کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ کل صبح کے وقت گیارہ افراد کو منشیات کی خرید و فروخت کے الزام میں پھانسی دی جائے گی۔ شاید یہ بدنصیب خمینی کی محبت سے محروم تھے اس لئے حیات سے محروم کردیئے گئے۔[1]

المحکمۃ الثوریۃ کا اولین فیصلہ

انقلاب کے پہلے ہی ہفتہ میں محکمہ ثوریہ نے پانچ افراد کے قتل کا فیصلہ صادر کیا جس میں شاہی دور کے جنرل نصیری جیسے افراد شامل تھے، لیکن اس اہم ترین فیصلہ کی خبر اس وقت کے الجمہوریۃ الاسلامیہ کے صدر "بازرگان" جناب تک کو نہیں تھی، صدر مملکت بازرگان کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس فیصلے سے اظہار برأت کرتے ہوئے انھوں نے یہ بیان جاری کیا کہ "میرے نزدیک صرف وہی فیصلہ درست ہے جو شرعی اور قانونی ضوابط کے مطابق ہوگا" چونکہ یہ فیصلہ امام غائب کے نائب، ایران کے رہبر خود اپنی اقتدار کے حامل فقیہ عادل خمینی کے چشم و ابرو کے اشارے پر کیا گیا تھا اس لئے اسکے مقابلے میں بیچارے شو بوائے بازرگان کے بیان کی کیا حیثیت تھی، فیصلہ اپنی جگہ اٹل رہا اور پانچوں افراد اسکے مطابق قتل کردیئے گئے۔[2]

خمینی کا موقف

یہ اہم ترین اور انتہائی غیر متوقع فیصلہ چونکہ الجمہوریۃ الاسلامیہ کا اولین فیصلہ تھا، عوام اور خود مجلس تنفیذی اس بارے میں اپنے رہبر کے موقف سے بھی واقف نہیں تھی، اس لئے

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۴۴ - [2] ایضاً ۱۹۹ -

اس فیصلہ پر عملدرآمد کے لیے کوئی تیار نہیں تھا۔ خمینی کو جب اس صورت حال کی اطلاع دی گئی تو غضبناک ہو کر فرمایا "ایتونی برشاشة حتی اذھب بنفسی وانفذ فی ھولاء المجرمین الموت" مجھے گن دو تاکہ میں خود جا کر اس فیصلہ کی تنفیذ کر کے ان مجرمین کو موت کے گھاٹ اتار دوں۔ خمینی کا یہ چنگیزی فرمان سن کر وہاں موجود حاضرین کو یقین ہو گیا کہ امام مطلق کا ناطق فیصلہ یہی ہے جس کے بعد ان کے قتل سے احتراز کرنا ایک واجب دینی سے گریز کرنے کے مرادف ہوگا، چنانچہ اسی وقت خمینی کی اقامت گاہ۔ مدرستہ الرفاہ طہران۔ کے صحن میں انھیں گولیوں سے اڑا دیا گیا۔

ایک دن وہ تھا کہ اس ظالمانہ حکم کے نفاذ کے لیے کوئی قاضی اور جلاد بھی تیار نہیں تھا، لیکن خمینی کے اس خون ریز رویہ کی بنا پر آج الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کا یہ عالم ہے کہ وہاں سب سے ارزاں اور سستی کوئی چیز ہے تو وہ بندگان خدا کی جان ہے۔ چشم دید شاہدین کا بیان ہے کہ پاسداران انقلاب کے سپاہی بیگناہوں کے قتل کے بعد مرشد انقلاب خمینی کے بارگاہ میں حاضر ہو کر اس سفاکانہ عمل کی داد لیتے ہیں اور اس مجرمانہ حرکت پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔[1]

المحکمۃ الثوریہ کے رئیس محمد الکیلانی نے (جس کے فیصلے سے صرف تین ماہ کے اندر ہزاروں بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت موت کے غار میں پہنچا دیے گئے) اس خون ریزی سے تنگ آکر خمینی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ کمسن اور نابالغ قیدیوں کو جنھیں قتل کر دیا جاتا ہے، انھیں قتل کرنے کے بجائے دار التربیت میں رکھ کر ان کی اس طرح تربیت کی جائے کہ وہ مخالف رہنے کے بجائے ہمارے موافق ہو جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا اور بوڑھوں کے متعلق یہ تجویز پیش کی کہ انھیں قتل کرنے کے بجائے جیل میں پڑا رہنے دیا جائے، کچھ دنوں میں یہ خود اپنی موت مر جائیں گے

---

[1] الثورۃ البائسۃ۔ ص ۴۳۔

لیکن خمینی نے ان دونوں تجویزوں کو "قاتلوا ائمۃ الکفر" کہتے ہوئے رد کر دیا۔[1]

ایران کا حال زار

اس دورِ خمینیت میں مطلق العنانی اور شورش پسندی کا یہ عالم ہے کہ ایران کا ہر باشندہ اس خوف سے ہر وقت ترساں و لرزاں رہتا ہے کہ خمینی کی غول بیابانی نہ جانے کب اس کے گھر پر دھاوا بول دے اور مال و اسباب کے ساتھ عزت و آبرو بھی لوٹ لے جائے۔

اللجان الثوریہ (نفاذِ شریعت کی مجلس) کے سپاہی راتوں کو بغیر کسی اطلاع کے شہریوں کے گھروں میں گھس جاتے ہیں اور ایک ایک کمرے کی تلاشی لیتے ہیں۔ اگر ان کے ہاتھ مطلب کی کوئی چیز نہیں آتی تو گھر والوں کو مجبور کرتے ہیں کہ ان کے سامنے نماز ادا کریں۔ اگر ان میں سے کوئی ان کی مرضی کے مطابق نماز ادا نہیں کر پاتا تو اسے گرفتار کر کے اللجان الثوریہ کے دفتر میں پہنچا دیتے ہیں جہاں انھیں فاسق قرار دیکر اس طرح کی سزائیں دی جاتی ہیں کہ ان کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔[2]

کیا دنیا کی عدالتیں ان فیصلوں کی نظیر پیش کر سکتی ہیں؟

خمینی کے پوتے "حسین" کا بیان ہے کہ بندر عباس (ایران کا ایک شہر) کے قاضی نے خمینی کے مخالفوں کو "مفسدین فی الارض" قرار دیکر ان کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا جسے بلا تاخیر نافذ بھی کر دیا گیا۔

(۱) یہ "مفسدین فی الارض" ملک کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا (الف) انھیں گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے۔ (ب) ان کے تمام اموال منقولہ و غیر منقولہ ضبط کر لیے جائیں (ج) ان کے اقربا اور رشتہ داروں کے بھی جملہ اموال ضبط کر لئے جائیں (د) جو لوگ ان سے رابطہ اور تعلق رکھتے ہیں ان کی بھی جائیداد

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۳۶۔ [2] ایضاً ص ۱۳۹۔

بھی ضبط کر لی جائے۔

(۲) یہی حسین خمینی۔ راوی ہیں کہ کردیوں کی تحریک کا قلع قمع کرنے کی غرض سے المملکۃ الشوریہ کے صدر الخلخالی کی معیت میں ہم کردستان گئے، الخلخالی نے وہاں پہنچتے ہی یہ فیصلہ صادر کیا کہ جیل میں بند قیدیوں میں سے تیس کو فوراً قتل کردیا جائے حسین خمینی کا بیان ہے کہ اس فیصلہ کو سنکر میں نے الخلخالی سے کہا۔ اتق اللہ یارجل کیف تقتل اناسا لو تعرف اسمائھم؟ کیف باعمالھم۔ خلخالی خدا سے ڈرو تم ان لوگوں کو کیونکر قتل کر رہے ہو جن کا نام بھی تمھیں معلوم نہیں، ان کے جرائم سے واقفیت تو دور کی بات ہے، یہ سنکر جلاد خلخالی نے جواب دیا۔ عام لوگوں کو مرعوب کرنے کیلئے یہ اقدام ضروری ہے، پھر بہزار الحاح و زاری کے بعد تیس کی تعداد گھٹا کر دس کردی اور یہ دس بے گناہ اپنے جرم بیگناہی کی سزا میں اسی وقت قتل کردئے گئے۔ ان مقتولین میں بعض مکتب میں پڑھانے والی بچوں کی استانی اور بعض تیرہ سال سے بھی کم عمر کے بچے شامل تھے [1]

المحکمۃ الشوریہ کے تین سالہ فیصلے ایک نظر میں

(۱) ابتدائے انقلاب سے ۱۹۸۳ء تک اس محکمہ نے ۵۰ ہزار افراد کو قتل کی سزا دی، ان مقتولین میں جوان، بوڑھے مرد اور عورت کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے بچے اور بچیاں بھی ہیں جو سن بلوغ کو بھی نہیں پہنچے تھے۔

(۲) تقریباً ۴۰ ہزار ایرانیوں کو قید و بند کی سزا سنائی۔

(۳) اس محکمہ نے مشکوک افراد کے قتل، حاملہ عورتوں کے رجم اور مریضوں و بچوں تک کی پھانسی کا حکم جاری کیا۔

(۴) ۵۰ ہزار افراد کے مال و اسباب اور جائداد کو بحق سرکار ضبط کر لئے جانے کا

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۳۵ و ۱۳۶۔

کا حکم صادر کیا۔

(۵) یہ محکمہ جسے مجرم قرار دیتا ہے اسے صفائی کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔

(۶) اس محکمہ نے جن بدقسمتوں کی پھانسی کا حکم صادر کر دیا اس میں سے کسی ایک کو بھی اب تک معاف نہیں کیا گیا۔[1]

خمینی کی تائید اور حد تو یہ ہے کہ ان خلاف شرع اور خلاف انسانیت بے رحم فیصلوں کو فقیہ عادل، مرشد قوم، خمینی کی تصویب وتائید حاصل ہے، اس سلسلے میں ایک انٹرویو کا اقتباس صورت حال کی وضاحت کے لئے کافی ہوگا یہ اٹلی کے اخبار نے خمینی سے ۲۶/۹/۱۹۷۹ء میں لیا تھا۔

صحافی:- امام محترم اب تک آپ کی عدالت اسلامیہ کے سایہ میں چند گھنٹوں کے اندر ہزاروں افراد قتل کر دیئے جاتے ہیں اور مجرمین کو اپنی صفائی کا موقع بھی نہیں دیا جاتا، کیا قتل وپھانسی کا یہ طریقہ درست ہے؟

خمینی:- یہ فیصلہ بالکل درست ہے، آپ مسافر لوگ ان کی حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے، ہم نے انھیں پہلے سے گفتگو کی مہلت دے رکھی تھی لیکن فیصلہ کے بعد مزید گفتگو کی مہلت دینا بے فائدہ ہے اس لئے کہ اس صفائی کے نتیجہ میں اگر ہم ان مجرمین کو چھوڑ دیں تو عوام انھیں قتل کر دیں گے۔

صحافی:- چند ہفتہ پہلے ایک ۱۸ر سالہ حاملہ عورت پر زنا کے الزام میں رجم کی سزا جاری کی گئی، کیا یہ فیصلہ شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے۔

خمینی:- یہ ہمارے محکمہ عدالت پر جھوٹا الزام ہے، بھلا ازروئے شریعت حاملہ کو کیسے رجم کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۲۹۔

صحافی :- امام محترم اس واقعہ کو ایران سے شائع ہونے والے تمام اخباروں نے لکھا ہے اور ٹیلیویژن پر بھی اس عورت کے سنگ سار کرنے کے منظر کو دکھایا گیا ہے۔

خمینی :- اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو یہ حاملہ عورت اسی سزا کی مستحق تھی۔[1]

جسارت کی انتہا

اس جسارت کو کیا کہا جائے کہ یہ ظالمین اپنے ان سفاکانہ حرکتوں کو درست اور صحیح بتانے کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عمل کو بطور استدلال واستشہاد پیش کرتے ہیں اور پوری جسارت کے ساتھ کہتے ہیں، جس طرح ہمارے امام اول وصی رسول حضرت علی علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو قتل کیا تھا ہم بھی انھیں کی پیروی میں یہ اقدام کر رہے ہیں (نعوذ باللہ من ہذہ الہفوۃ)

حقیقت تو یہ ہے کہ چنگیز، ہلاکو، تیمور، ابن مقنع، ہٹلر، مسولینی اور اسٹالن کے پیرو یہ ظالمین اپنی عاقبت برباد کرنے کے ساتھ اسلام اور تاریخ کی صورت مسخ کرنے کے درپے ہیں بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عادلانہ طرز عمل کو جن کا اسوہ خود شیعی روایت کے مطابق یہ ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر مقابلہ سے پہلے اپنے لشکر کو یہ ہدایات دیتے ہیں۔

(۱) جب تک وہ ابتداء نہ کریں تم انھیں ہرگز قتل نہ کرنا، بحمد اللہ تمھارے پاس حق پر ہونے کی حجت موجود ہے۔

(۲) تمھارا ان سے اپنے ہاتھ کو روکے رکھنا اور ان کی طرف سے جنگ کی ابتدا ہونا تمھارے حق پر ہونے کی مزید دلیل بنے گا۔

(۳) جب حکم خدا سے تم غالب آجاؤ تو پشت پھیر کر جنگ سے بھاگنے والوں

---

[1] نیم خمینی، ص ۹۸۔

کو قتل نہ کرنا۔

(۴) لاچاروں کو قتل نہ کرنا

(۵) زخمیوں کو قتل نہ کرنا

(۶) عورتوں کو اذیت نہ پہنچانا اگرچہ وہ تمھیں یا تمھارے بزرگوں و سرداروں کو گالی دیں[1]۔

خمینی اور خمینی عدالت کے حکمران اپنے امام اول کی ان ہدایات سے اپنے ظالمانہ فیصلوں کا موازنہ کریں جن کی زد سے پردہ نشین عورتیں، زخموں سے نڈھال مجروحین اور نابالغ معصوم بچے بچیاں تک محفوظ و مامون نہیں ہیں۔

ہم خمینی اور ان کے حاشیہ برداروں سے پوچھتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا وہ "المحکمۃ الثوریہ" کہاں قائم تھا جس نے تین ماہ کی قلیل مدت میں ... ہزار بے گناہوں کو زندگی کے حق سے محروم اور تین سال میں ۸۰ ہزار انسانوں کے خون ناحق سے اپنے جبہ و دستار کو رنگین کیا ہو، حضرت علی کا وہ جیل خانہ کس مقام پر تھا جس میں تیس ہزار سیاسی قیدی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا تھے، حضرت علی کے وہ پاسداران کون لوگ تھے جو دن کی روشنی میں لوگوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا کرتے تھے، حضرت علی رض نے قتل مسلمین کے لئے یہودیوں کی امداد و اعانت کس زمانہ میں کی تھی، ان سوالوں کے جوابات کے بغیر یہ استدلال محض ایک مغالطہ اور فریب ہوگا جو جاہل عوام کو گمراہ کرنے کیلئے پیش کیا گیا ہے

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

---

[1] نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۵۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ اور اس سفاک خمینی کی چنگیزی حکومت کے درمیان اگر کوئی نسبت ہے تو یہ نسبت تضاد ہے جو نور و ظلمت، وجود و عدم، خیر محض و شر مطلق کے مابین ہے۔

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

حضرت علی کی سیرت تو یہ ہے کہ جب الشقی ابن ملجم المرادی نے اثنار نماز کے اندر زہر آلود شمشیر سے زخمی کیا تو شیعی روایت کے مطابق بستر مرگ پر پڑے اپنے عزیزوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر میں اس زخم سے صحت یاب ہو گیا تو اپنے خون کا ولی میں خود ہوں گا، میں نے اگر اسے معاف کر دیا تو یہ عفو میرے قرب خداوندی کا ذریعہ ہوگا اور تمھارے لئے بھی یہ ایک کار خیر ہے لہذا معاف کردو۔(۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سیرت یہ ہے کہ اپنے قاتل سے بدلہ لینا بھی نہیں منظور نہیں اور اسے سزا دینے کے بجائے عفو و درگذر کو ترجیح دے رہے ہیں اور خمینی ہیں کہ اپنے ادنیٰ مخالف کو بھی جینے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں، جن کی انانیت اور خود پسندی اور جذبۂ انتقام اب تک ہزاروں بچوں کو یتیم ہزاروں عورتوں کو بیوہ اور بے شمار صاحب ثروت کو کنگال و بھکاری بنا چکا ہے، اپنے ان انسانیت کش جرائم کو درست ثابت کرنے کے لئے ان کا حضرت علی رضی اللہ کی خلافت راشدہ کو دلیل کے طور پر پیش کرنا خود اپنے امام کی تاریخ کو مسخ کرنا ہے حیرت ہے کہ شیعی علماء و عوام خمینی کی اس جسارت پر کیسے خاموش ہیں۔

شیعہ کتب میں حضرت علی کی یہ وصیتیں بھی موجود ہیں جو انھوں نے کتاب یحویٰ کے ضمن میں اپنے امراء و حکام کو کی تھیں۔

(۱) واشعر قلبك الرحمة للرعية والمحبة لهم واللطف بهم

(۲) ولا تکونن علیھم سبعا ضاریا تغتنم اکلھم (۳) الناس صنفان اما اخ لک فی الدین او نظیر لک فی الخلق یفرط منھم الزلل و تعرض لھم العلل و یوتی علی ایدیھم فی العمد والخطاء فاعطھم من عفوک وصفحک مثل الذی تحب ان یعطیک اللہ من عفوہ وصفحہ (۴) ولا تندمن علی عفو ولا تبجحن بعقوبہ (۵) الا ومن ظلم عباد اللہ کان اللہ خصمہ دون عبادہ (۶) فان فی الناس عیوبا الوالی احق من سترھا فاستر العورۃ ما استطعت یستر اللہ منک ما تحب سترہ من رعیتک (۷) واطلق عن الناس عقدۃ کل حقد۔

(۱) اپنے قلب کو رعایا کی محبت ورحمت سے معمور رکھو اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو (۲) رعایا کے لیے خونخوار درندے نہ بنو کر ان کی خوراک کو غنیمت سمجھنے لگو (۳) انسان دو طرح کے ہیں ایک تمہارے دینی بھائی اور دوسرے انسان ہونے میں تمہارے شریک ان سے لغزشیں، خطائیں اور جان بوجھ کر غلطیاں سرزد ہوں تو تم ان کے ساتھ عفو اور درگذر کا معاملہ اسی طرح کرو جس طرح تم اپنی خطاؤں پر اللہ کے عفو اور درگذر کو پسند کرتے ہو (۴) عفو پر ندامت اور سزا پر فخر نہ کرو (۵) غور سے سنو، جو شخص اللہ کے بندوں پر ظلم کرتا ہے اللہ اپنے بندوں کے مقابلہ میں اس کا دشمن ہو جاتا ہے (۶) لوگوں میں عیوب ہوتے ہیں حاکم ان عیبوں کی پردہ پوشی کا زیادہ مستحق ہے، لہذا لوگوں کی پردہ پوشی کرو، اللہ تمہارے ان عیوب کو چھپائے گا جنھیں تم اپنی رعایا سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہو (۷) لوگوں سے کینہ کپٹ ... بالکل دور رکھو۔

خمینی اور خمینی نواز اپنے امام اولین، وصی رسول، ولی بلافصل کی ان

وصیتوں کو سامنے رکھ کر اپنے اعمال و احکام کا جائزہ لیں، کیا رحمت و محبت کے بجائے خمینی ایرانی قوم کے ساتھ جبر و تشدد کا سلوک نہیں کرتے، کیا خمینی کی غول بیابانی (پاسداران انقلاب) وحشی درندوں کی طرح لوگوں پر حملہ آور ہو کر ان کی زندگی بھر کی کمائی کو غنیمت سمجھ کر لوٹ نہیں لے جاتی، کیا ایک مثال بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ خمینی نے کسی مجرم کو معاف کیا ہو وہ انسانیت کا پاس کب رکھیں گے خونی و دینی رشتہ کی بھی ان کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے، کیا خمینی اللہ کے بندوں پر ظلم کر کے اپنے آپ کو اللہ کی دشمنی کا مستحق نہیں بنا رہے ہیں، کیا لوگوں کے خفیہ عیوب کو طشت ازبام کرنے کے لئے خمینی نے والدین کو اولاد کے اور اولاد کو والدین کے خلاف، شوہر کو بیوی اور بیوی کو شوہر کے خلاف اور پڑوسی کو پڑوسی کے خلاف جبری جاسوس نہیں بنا رکھا ہے، کیا خمینی کے سینے میں اپنے سیاسی و مذہبی مخالفین کے خلاف بغض و عداوت اور کینہ کی بھٹی دھک نہیں رہی ہے، غرضیکہ خمینی کا سارے کا سارا عمل حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ان وصیتوں کے خلاف ہے پھر وہ کس منہ سے اپنے ان اعمال بد اور جرائم کی تصویب و تائید کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہیں فو اللہ لقد جاء شیئًا ادا۔

پاسداران انقلاب کے حیا سوز وانسانیت کش جرائم

الحکمۃ الثوریہ واللجان الثوریہ کے مظالم اور چیرہ دستیوں کے چند نمونے گذشتہ سطور میں آپ کی نظر سے گذر چکے ہیں اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خمینی کے تیسرے اور سب سے فعال و متحرک محکمہ یعنی پاسداران انقلاب کی دہشت ناک اور رسوائے عالم حرکتوں کا بھی مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے تاکہ قارئین کے سامنے الجمہوریۃ الخمینیہ کا اصل چہرہ کھل کر آجائے جسے خمینی اور ان کے آلۂ کار اپنے پرفریب پروپیگنڈوں کے ذریعہ بزعم خود چھپائے ہوئے ہیں۔

وحشیوں کا یہ گروہ جسے خمینی نے پاسداران انقلاب کے مؤقر خطاب سے نواز رکھا ہے، واقعہ یہ ہے کہ آج اس غول بیابانی کی طاغوتی حرکتوں سے ایران کا سنجیدہ طبقہ بلبلا اٹھا ہے اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ پاسداران انقلاب کی ہوسناکیوں سے ایران کی باعزت بیٹیوں کی عصمت و آبرو تک محفوظ نہیں ہے، چنانچہ خود شیعہ مذہب کے الامام المجاہد الکبیر السید رضا الزنجانی نے ایک موقع پر روتے ہوئے بیان کیا کہ آج کل ایران کی جیلوں میں جو اناری کی اور درندگی پھیلی ہوئی ہے تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، ان جیلوں کے نگراں پاسداران انقلاب مسلمان عورتوں کی جان لینے کے ساتھ ان کی عزت و عصمت لوٹنے سے بھی گریز نہیں کرتے، اور مصیبت یہ ہے کہ خمینی اس حیا سوز، انسانیت کش حرکت سے پوری طرح واقف ہیں مگر اس کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر نہیں لاتے۔

(۱) ایک مقتول و مظلوم دوشیزہ کی داستان الم سے: تو ایران کا بچہ بچہ واقف ہے جسے پاسداران انقلاب نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا، اس ستم رسیدہ کے قتل کے بعد اس کا متروکہ سامان اس کے والدین کو واپس کیا گیا اس سامان میں ایک ایسی قمیص بھی تھی جس پر مقتولہ نے یہ لکھ رکھا تھا۔

یا ابتاہ ان حرس الثورۃ تجاوزوا علی شرفی سبع مرات

و ھا انا اساق الی الموت بلا جرم

اے ابا جان! پاسداران انقلاب کے سپاہیوں نے سات مرتبہ میری عزت و عصمت کا خون کیا اور اب میں بغیر کسی جرم کے قتل گاہ میں لے جائی جا رہی ہوں۔[۲]

(۲) اس قساوت قلبی اور بے حیائی کو کیا نام دیا جائے کہ یہ پاسداران انقلاب ایران کی باعزت و عصمت مآب بیٹیوں کی آبرو لوٹنے اور ان کے رشتہ حیات

---

[۱] الثورۃ البائسۃ ص ۱۹۵۔ [۲] ایضاً۔

کو منقطع کرنے کے بعد ان کے غمزدہ والدین کے پاس آتے ہیں اور معمولی سی رقم جو سو، سوا سو روپے سے زائد نہیں ہوتی یہ کہتے ہوئے ان کی طرف پھینک دیتے ہیں کہ "یہ تمہاری مقتولہ بیٹی کی اجرت ہے۔ ہم نے جیل میں اس کے ساتھ متعہ کیا تھا کیونکہ اپنے بزرگوں سے ہم نے سن رکھا ہے کہ کنواری لڑکیاں جہنم میں نہیں جائیں گی، متعہ کر کے ہم نے اسے جہنم میں جانے کے قابل بنا دیا ہے"[1]

(۳) خمینیت کے پیروکاروں کی یہ حیا سوز و انسانیت کش حرکتیں جیلوں تک ہی محدود نہیں ہیں، بلکہ یہ انسان نما عفریتوں کا گروہ ایران کی بہو بیٹیوں کو ان کے والدین اور رشتہ داروں کے پاس سے دن دھاڑے اچک لے جاتا ہے۔

اسی قسم کی ایک ستم رسیدہ دوشیزہ کی لرزہ خیز داستان مظلومیت ایران میں اس قدر مشہور ہے کہ ایران کی مجلسیں آج تک اس کی یاد سے اشکبار ہیں۔ تاریخ جور و ستم کے اس انتہائی سنسنی خیز واقعہ کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ پاسداران انقلاب کے چار سپاہی ایک شخص کو گرفتار کرنے کی غرض سے اس کے گھر پہنچے، وہ شخص تو انھیں گھر میں نہیں ملا البتہ اس کی نوجوان بیٹی اور بیوی ان کے ہاتھ لگ گئیں ان جاروں ہوس پرست وحشیوں نے ماں کے روبرو بیٹی کی اجتماعی عصمت دری کی (انسانیت کی مظلومیت کا اس طرح کا دل گداز و روح فرسا منظر چشم فلک نے کیا دیکھا ہوگا؟) یہ عزت مآب دوشیزہ اپنی اس غیر معمولی بیحرمتی کو برداشت نہ کر سکی اور اس صدمہ سے پاگل ہو گئی، جس کا علاج ایران کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی کرایا گیا مگر اس کے دل و دماغ اس وحشتناک بے آبروئی سے ماؤف ہو چکے تھے علاج معالجہ سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا، بالآخر اسی جنونی کیفیت میں ایک دن اس نے ایک بلند مکان کی چھت سے اپنے آپ کو

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۱۵۶۔

نیچے گرا لیا۔ تاکہ اس کے دل و دماغ سے خمینی جہنم کی اذیت ناکیوں کی یاد ہمیشہ کیلئے محو ہو جائے جس نے اسے پاگل بنادیا تھا۔

ایک انصاف پسند قاضی کا مایوس کن انجام

ایران کے شہر "یزد" کے ایک معزول قاضی نے خود اپنا واقعہ بیان کیا۔

جس زمانہ میں وہ "یزد" میں منصب قضا پر فائز تھے ان کی عدالت میں پاسداران انقلاب کے ایک سپاہی کے خلاف یہ مقدمہ پیش ہوا کہ اس سپاہی نے فلاں شخص کے گھر پر اچانک حملہ کر کے مال و اسباب کے ساتھ مالک مکان کی بیٹی کی عصمت بھی لوٹ لی۔ جرم ثابت ہو جانے پر قاضی نے اس مجرم سپاہی کو پھانسی دیدی، اس فیصلہ کے خلاف پاسداران انقلاب نے زبردست مظاہرہ کیا۔ مظاہرین اس مجرم سپاہی کے تابوت کو کاندھے پر اٹھائے یہ نعرہ لگا رہے "اے برادر شہید با ہمراہ شما اند" اے شہید بھائی ہم بھی تیرے ساتھ جان دینگے بالآخر قاضی کو اپنے فیصلہ کی سزا سے دوچار ہونا پڑا اور مظاہرہ کے دوسرے ہی دن خمینی نے منصب قضا سے انھیں معزول کر دیا کیونکہ خمینی کے خیال کے مطابق قاضی نے ایک محافظ اسلام سپاہی کی پھانسی کا حکم دے کر اسلام دشمنی کا ارتکاب کیا تھا اس عظیم جرم کی سزا معزولی سے کم کیا ہو سکتی تھی۔

یہ ہے نام نہاد "الجمہوریۃ الاسلامیہ" کے نظام حکومت اور اس کی مجلس شوریٰ مجلس عدلیہ، اور مجلس تنفیذیہ کا مختصر تعارف جسے مرشد انقلاب، فقیہ عادل نائب امام الزماں خمینی رہبر کی سرپرستی و سربراہی کا شرف حاصل ہے اس حکومت کے بارے میں انقلاب سے پہلے خمینی لوگوں سے کہا کرتے تھے۔

ان الحکومۃ التی ندعوا الیہا حکومۃ لجمہوریۃ اسلامیۃ قائمۃ علی الدیمقراطیہ والحریۃ والعدالۃ، وعندما

---

(1) الشورۃ البائسۃ ص ۱۹۶

نقیم ھذہ الحکومۃ سیشھد العالم ما ھی۔ ہم جس حکومت
کی دعوت دے رہے ہیں وہ جمہوری اسلامی حکومت ہے جو جمہوریت، آزادی
اور عدالت کی بنیاد پر قائم ہوگی جس وقت اس حکومت کا نظام ہم قائم کریں گے
دنیا دیکھے گی یہ کیسی حکومت ہے۔[1]

خمینی نے اس نظام حکومت کو قائم کرلیا اور دنیا ان کے بلند بانگ دعووں
کی حقیقت کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے اور ایک صاحب جبہ و دستار
بقول خود فقیہ عادل کے قول و عمل کے تضاد پر انگشت بدندان ہے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے۔

الجمہوریۃ الاسلامیہ ایران کے تین سالہ کارنامے

۱:۔ مطلق العنانی، لاقانونیت، غارت گری اور حرام کاری کی گرم بازاری
۲:۔ نابالغ بچوں، بچیوں اور اسی سال سے متجاوز قابل رحم بوڑھوں کا قتل۔
۳: سیاسی جماعتوں کا قتل وغیرہ کے ذریعہ صفایا۔
۴:۔ مسلم اقلیت (سنی مسلمان) کا بے دریغ قتل۔
۵:۔ ایران کی اقتصادیات کی تباہی
۶:۔ المحاکم الثوریہ کا قیام جس نے سومنٹ میں سو افراد کو قتل کیا
۷:۔ پانچ قسم کے جیلوں کا قیام جس میں قیدیوں کے بدن کو سگریٹ وغیرہ سے جلانا، بلا تعبیر کے ناخن کھینچ لینا، انھیں بھوکا اور پیاسا رکھنا معمولی سزائیں ہیں۔
۸:۔ اپنی خونیں پالیسی کے ذریعہ چالیس لاکھ ایرانیوں کو بالکل بیکار اور

---

[1] فرانس میں خمینی کا بیان مورخہ ۹/۱۱/۱۹۷۸ء بحوالہ منہج خمینی ص ۴۲۔

معذور بنا دینا جو اپنے خاندان پر ایک بوجھ بنے اور ذلت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔

٩:۔ چار لاکھ ایرانیوں کا قتل، (اس میں ۴۰ ہزار المحکمۃ الثوریہ کے ہاتھوں، ٦٠ ہزار کردستان کی تحریک حقوق طلبی میں اور تین لاکھ ایران عراق جنگ میں مارے گئے)

١٠:۔ جامعات اور یونیورسٹیوں کو غیر متعینہ مدت کے لئے مقفل کر کے ایران کی نئی نسل کو تعلیم و تربیت سے محروم کر دینا۔[1]

(تلک عشرۃ کاملۃ، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا)

ایران کی اس تباہی کا ذمہ دار کون

واقعہ یہ ہے کہ آج ایران جس کرب و بلا میں مبتلا ہے اس کی تمام تر ذمہ داری صرف اور صرف خمینی پر ہے، انھیں کی انانیت، خود پسندی، حب اقتدار، جذبۂ انتقام و انسانیت کش ذہنیت کے یہ لازمی نتائج ہیں، جو ایران کی تباہی و بربادی کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ایران کے ایک فرد کو بھی یہ گمان نہیں تھا ایک ایسا شخص جو عمر کی آٹھ دہائیاں پوری کر چکا ہے، جبہ و دستار جس کا شعار ہے، زہد و تقویٰ جس کی مجلسوں کا موضوع سخن ہے تفقہ فی الدین و اجتہاد کا مدعی عدل و قانون اور آزادی و جمہوریت کے قیام کا دعویدار ہے جب وہی کرسی اقتدار پر بیٹھے گا تو دین و اسلام کے نام سے ایسے ایسے ناقابل تصور جرائم کا مرتکب ہوگا، ظلم و زیادتی اور جبر و تشدد کا اس طرح بازار گرم کرے گا کہ روح انسانیت چیخ اٹھے گی اور ملک تباہی و بربادی کی آخری حدوں میں پہنچ جائے گا۔

خمینی اقتدار توہم پرستی کا نتیجہ

یہ انسان عجیب جامع تضاد مخلوق ہے عروج و کمال کی فضاؤں میں جست

[1] الثورۃ البائسۃ، ص ٤٥

لگتا ہے تو قدسی صفات ملاءِ اعلیٰ کے فرشتے اس کی بلند پروازی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اور جب اپنے علم و فن اور صنعت گری کا مظاہرہ کرتا ہے تو بسیط کرۂ ارضی ایک معمولی دائرے کی شکل میں سمٹ کر اس کی گرفت میں آجاتا ہے اور اپنی اولوالعزمیوں سے فضائے ناپیدا کنار سے گزر کر چاند اور ستاروں پر کمندیں ڈال دیتا ہے، لیکن یہی انسان جب جہل و ظن کی وادیوں کا رخ کرتا ہے اور اپنے آپ کو اوہام و اساطیر کا پابند بنا لیتا ہے تو اس کی پستی و گراوٹ بھی دیدنی ہوتی ہے کہ بارگاہ خداوندی سے اشرف المخلوقات کی خلعت حاصل کرنے والا یہ عظیم انسان ذلیل سے ذلیل تر اور خسیس سے خسیس تر چیزوں کے سامنے اپنی بلند و بالا پیشانی جھکا دیتا ہے، مینڈک اور کچھوا جیسے گھناؤنے جانوروں اور حیوانات کے نجس و ناپاک فضلات تک کو اپنا مسجود و معبود بنا لینے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔

اس لئے ایک خونخوار، ظلم پیشہ، امن دشمن، انسانیت بیزار اور بدنام کنندۂ اسلام پیر فرتوت اور حواس باختہ بوڑھے کو اگر کچھ توہم پرست اور عقل و تدبر سے عاری لوگوں نے ذات لیس کمثلہ شئی کا مظہر، رسول خدا کا ہمسر، اور اپنا قائد و رہبر بنا لیا ہے تو اس پر کیا حیرت ہے؟ اس طرح کی گراوٹ اور توہم پرستی کی شرمناک داستانوں سے تاریخ انسانیت کے اوراق ہر دور میں سیاہ ہوتے رہے ہیں۔

خمینیت اسلام کو بدنام کرنے کی ایک تحریک ہے

خمینی اور خمینی نواز پوری جسارت اور بیحیائی کے ساتھ یہ اعلان کرتے رہے ہیں کہ ان کا برپا کیا ہوا نظام اسلام کے عین مطابق ہے اور انھیں خطوط پر عمل پیرا ہے جو عہد رسول میں قائم کئے گئے تھے لیکن یہ خمینی کا ایسا جھوٹ ہے جو کسی ثبوت کا محتاج نہیں ہے۔ دراصل یہ منحوس گروہ جس کی قیادت خمینی کر رہے

میں دین کا نام لے کر دین کو بدنام کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

(۱) خمینی اسلام کو بدنام کرنے کی غرض سے اسلام کا تعارف دنیا کے سامنے ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

ان الاسلام بدأ بالدم ولا یصلح امرہ الا بالمزید من اراقۃ الدماء[1]

اسلام کی ابتدا خوں ریزی سے ہوئی تھی اور کثرت خوں ریزی کے بغیر اسلام کا نظام کار درست نہیں ہوگا[1]

جب کہ اسلام دین رحمت و رأفت اور قرآن کی تصریح کے مطابق ایک شخص کے قتل ناحق کے جرم کو پورے عالم کے قتل کے برابر قرار دیا گیا ہے اور قاتل کو ہمیشہ کی جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

(۲) خمینی اسلام کو بدنام کرنے کے لئے اپنے ہر جبر و استبداد کی نسبت اسلام کی جانب کردیتے ہیں جبکہ اسلام استبداد کے برخلاف حکمت و موعظت کی تعلیم دیتا ہے: ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔

(۳) خمینی اپنے مخالفین کے بارے میں کہتے ہیں ان ھؤلاء المجرمین لایحتاجون الی المحاکمۃ وینبغی ان ینالوا عقابھم فی الشارع والمکان الذی یلقی فیہ[2]۔ ان مجرمین کے قتل کیلئے کسی فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ جہاں بھی مل جائیں خواہ راستے میں یا گھر میں، انھیں قتل کردیا جائے اور اس خالص ظالمانہ حکم کو اسلامی حکم قرار دیتے ہیں جبکہ کتاب الٰہی میں ہے (۱) "ان اللہ یامر بالعدل والاحسان" (۲) واذا حکمتم بین الناس فاحکموا بالعدل۔ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

(۴) خمینی کذب بیانی اور جھوٹ پر اصرار کرتے ہیں اور اسے اسلامی تعلیمات

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۶۲ ۔ [2] ایضاً ص ۶۵

کے عین مطابق قرار دیتے ہیں جبکہ رسول خدا نے کذب کو ہلاکت خیز قرار دیا ہے،

(الکذب یہلك) الحدیث۔

(۵) خمینی تجسس اور جاسوسی کو اسلام کی سیاست بتاتے ہیں جب کہ خدا کا حکم ہے (ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا۔ جاسوسی نہ کرو اور نہ ایکدوسرے کی غیبت کرو۔

(۶) خمینی سب وشتم اور الزام تراشی کو اسلام کے منافی نہیں سمجھتے جبکہ قرآن میں ہے (۱) ولا تنابزوا بالالقاب ایک دوسرے کا نام نہ بگاڑو (۲) ولا یغتب بعضکم بعضا۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

غرضیکہ خمینی اپنے ہر ناجائز اور کتاب وسنت کے خلاف عمل کو اسلامی عمل قرار دے کر دنیا کے سامنے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگے ہیں۔ صیہونیت کی ہمزاد خمینیت کی تحریک کا یہی اصلی مقصد ہے اور اسی مقصد کو بروئے کار لانے کیلئے ایران میں یہ انقلاب برپا کیا گیا ہے۔ اس تحریک کا ایک حد تک اثر ایران میں ظاہر ہونے لگا ہے کہ اسلام کے نام پر خمینی کے ان جرائم اور مظالم کو دیکھ کر بہت وہ لوگ جو اس انقلاب سے پہلے اپنے مذہب ومسلک کے مطابق نماز روزہ کے پابند اور صلاح وتقویٰ سے مزین تھے نماز روزہ ہی نہیں دین کے تمام شعائر کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ تو خمینیت کے اس اسلام کو دیکھ کر اصل اسلام ہی سے مرتد ہوگئے ہیں[1] (العیاذ باللہ)

---

[1] الثورۃ البائسۃ ص ۲۱۵

ثورۃ اسلامیۃ لاسنیۃ ولاشیعۃ
کی حقیقت

خمینی اور ان کے ہمنوا ثورۃ اسلامیۃ لاشیعۃ ولاسنیۃ (اسلامی انقلاب نہ سنی نہ شیعی) کا نعرہ جس قوت وشدت کے ساتھ بلند کر رہے ہیں اس سے عام طور پر مسلمانوں کا ہر طبقہ واقف ہے، لیکن ایران کے واقعات وحالات یہ بتا رہے ہیں کہ اسلامی انقلاب کا نعرہ فریب محض ہے، اور فی الواقع یہ ایک طاغوتی انقلاب ہے جس کے آگے خدا کے دین کی کوئی وقعت ہے نہ خدا کے بندوں کے جان ومال کی کوئی قیمت، گذشتہ سطور میں قائد انقلاب اور پاسداران انقلاب کے دہشت ناک انسانیت کش جرائم اور اسلام دشمن اقدامات کی جو ہلکی سی تصویر پیش کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس طاغوتی انقلاب کی زد سے ایران کے شیعہ محفوظ ہیں نہ سنی بلکہ جو بھی سامنے آتا ہے انقلاب کی سرکش موجیں اسے بہالے جاتی ہیں، لیکن اسی کے ساتھ بعض شواہد ایسے بھی ہیں جن سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سنی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے ایرانی مسلمان اس انقلاب کے بطور خاص نشانہ بنے ہوئے ہیں، ذیل میں ایک رپورٹ پیش کی جارہی ہیں جس سے اس اندازہ کی تائید وتصویب ہوتی ہے۔

تہران کی عالمی کانفرنس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کی دعوت پر ورلڈ اسلامک مشن کا ایک وفد کانفرنس میں شرکت کے لئے ایران گیا تھا اس وفد نے ایران کے سفر سے واپسی کے بعد "ایران میں کیا دیکھا" کے عنوان سے ایک رپورٹ اخبارات میں شائع کرائی تھی، ہفت روزہ نئی دنیا دہلی نے حوالہ

سے یہ رپورٹ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) تہران میں پانچ لاکھ سُنّی مسلمان آباد ہیں مگر انھیں اپنی مسجد تعمیر کرنے کی ابھی تک اجازت نہیں ملی ہے، جب کہ عیسائیوں کے ۱۲ گرجے، ہندوؤں کے دو مندر، یہودیوں کے دو کنیسے اور مجوسیوں کے دو آتش کدے موجود ہیں مگر سُنّی مسلمان کی ایک مسجد بھی نہیں ہے۔

(۲) شاہ کے زمانے میں عیدین کی نماز سُنّی مسلمان ایک پارک میں پڑھتے تھے، مگر اب عید کے دن مسلح افواج کا پہرہ بٹھا کر انھیں نماز عید سے بھی حکومت نے روک دیا ہے۔

(۳) جمعہ کی نماز سُنّی مسلمان مجبوراً تہران یونیورسٹی کے میدان میں شیعہ امام کے پیچھے پڑھتے ہیں، یا صرف پاکستانی سفارت خانہ میں جمعہ پڑھتے ہیں۔

(۴) سُنّی مسلمان اپنی مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ جلسہ کر سکتے ہیں نہ تنظیم بنا سکتے ہیں، پچھلے دنوں شوریٰ مرکزی اہل سنت کے نام پر ان کی تنظیم قائم ہوئی تھی، جس کے لیڈر مولانا عبدالعزیز[1] فاضل دیوبند تھے مگر خمینی حکومت نے اسے خلاف قانون قرار دے دیا۔

(۵) مسلمانانِ اہل سنّت اپنی مذہبی کتابیں نہیں چھاپ سکتے، شاہ کے زمانے میں پاکستان سے منگواتے تھے مگر خمینی حکومت نے اس پر بھی پابندی لگا دی ہے۔

(۶) ایران میں اہل سنّت کی ۲۵ فیصد آبادی ہے لیکن نام نہاد جمہوری حکومت میں ۲۷۰ ممبران پارلیمنٹ میں اہل سنّت کی تعداد صرف

---

[1] تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے مولانا عبدالعزیز اللہ کو پیارے ہو گئے

وربے جب کہ آبادی کے تناسب سے تہائی سے زائد ۱۴ ہونی چاہیے۔

(۷) انتظامیہ اور عدلیہ میں اہل سنت کا وجود بالکل صفر کے برابر ہے اہل سنت کا ایک نمائندہ بھی نہیں ہے۔

(۸) زاہدان کے صوبہ میں ۹۵ فیصد سُنّی مسلمان ہیں مگر سرکاری اسکولوں میں ۵۰۰ سو اساتذہ میں سے صرف ۳۲ سنی ہیں باقی سب شیعہ بھرتی ہے تاکہ سنی بچوں کو شیعہ مذہب میں آسانی سے تبدیل کیا جا سکے۔ سابق نصاب تعلیم بدل کر شیعہ عقائد پر نصاب مقرر کیا گیا ہے۔[1]

---

[1] نئی دنیا دہلی ۱۴/اپریل ۱۹۸۳ء بعنوان ایران میں کیا دیکھا۔

باب ۲

- خمینی کا دینی ضلال
- توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب صحابہ کی قبیح حرکت
- ولایت فقیہ کے عنوان سے اسلام میں پاپائیت رائج کرنے کی ناروا سعی
- اسلامی شعائر و عبادات میں تبدیلی اور انکی اہانت

مسئلہ امامت میں خمینی کا غلو

امامت کے متعلق جمہور مسلمین، سلف و خلف کی رائے کا حاصل یہ ہے کہ نصب امیر رسول خدا کی ذمہ داریوں میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق مصالح عامہ سے ہے خود مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی جماعت میں شرعی ضابطہ کے مطابق کسی با صلاح شخص کو اپنا امیر و امام منتخب کر لیں اور شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اس کی اتباع اور پیروی کریں، اسی شرعی دستور کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ کی رحلت کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے انتخاب سے حضرت صدیق اکبر خلیفہ رسول مقرر ہوئے اور مع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تمام صحابہ امور شرعیہ میں ان کی اطاعت اور فرماں برداری کو اپنے اوپر لازم سمجھتے رہے ان کی وفات کے بعد اسی دستور کے مطابق حضرت فاروق اعظم، عثمان غنی اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین علی الترتیب خلیفہ و امیر منتخب ہوئے، یہ چاروں اصحاب رسول خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت، خلافت راشدہ ہے۔ ایک مخصوص طبقہ کے علاوہ جمہور امت کا یہی مذہب ہے، قرآن و سنت اور عمل صحابہ اسی مذہب کے مؤید ہیں تفصیل کے لئے ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، تحفہ اثنا عشریہ، اور کتب عقائد کا مطالعہ کیا جائے۔

عقل و نقل سے مؤید جمہور مسلمین کے نظریہ کے برخلاف خمینی اس باب میں اپنا عقیدہ یہ بیان کرتے ہیں۔

(۱) نحن نعتقد بالولایت و نعتقد ضرورة ان یعین النبی خلیفة من بعدہ و فعل[1]

ہم امامت و ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بعد کیلئے خلیفہ متعین کریں اور آپ نے متعین کیا۔

خمینی اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر یہ لکھتے ہیں کہ فریضۂ رسالت کی تکمیل امام و خلیفہ کے متعین کرنے پر موقوف تھی اگر بالفرض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خلیفہ مقرر نہ کرجاتے تو فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کمی رہ جاتی۔

(۲) وکان تعیین خلیفة من بعدہ عاملا متمما و مکملا لرسالتہ[2]

اور اپنے بعد کیلئے خلیفہ کا متعین کر جانا وہ عمل ہے جو آپ کے فریضۂ رسالت کو مکمل اور پورا کرنے والا ہے۔

چند سطر کے بعد اسی بات کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

بحیث یعتبر الرسول لولا تعیین الخلیفة من بعدہ غیر مبلغ رسالتہ[3]

اگر اپنے بعد کے لئے خلیفہ مقرر نہ کرجاتے تو سمجھا جاتا کہ رسول نے فریضۂ رسالت کی تبلیغ نہیں کی۔

خمینی کو اپنے اس غلط اور خلاف تواتر عقیدہ کے صرف بیان و اظہار پر اکتفا پسند نہیں ہے بلکہ اس عقیدہ کی دوسروں تک دعوت و تبلیغ کو بھی وہ ضروری سمجھتے ہیں، اس لئے اپنے ہم خیالوں کو ہدایت کرتے ہیں لوگوں پر ولایت کی حقیقت واضح کردو اور ان سے کہدو کہ ہم ولایت و امارت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور ہمارا نظریہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ نامزد فرمایا تھا۔

---

[1] الحکومة الاسلامیة للخمینی ص ۱۸۔ [2] ایضا ص ۱۹۔ [3] ایضا ص ۲۳

چنانچہ لکھتے ہیں۔

(۳) عرفوا الولایة للناس کما هی تولوا لهم انا نعتقد بالولایة وبان الرسول استخلف بامر الله۔[1]

تمام لوگوں کو امامت کی حقیقت سمجھا دو اور ان سے کہدو کہ ہم امامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے (اللہ) کے حکم سے اپنا خلیفہ نامزد کیا تھا۔

خمینی کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر خداوندی کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر حاکم وامیر مقرر فرمایا تھا، پھر امامت وولایت کا یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام تک منتقل ہوتا رہا۔ تاآنکہ بارہویں امام مہدی منتظر، پر جاکر یہ سلسلہ ختم ہوگیا (یہ بارہویں امام پانچ برس کی عمر میں غار سرمن رای میں جاکر چھپ گئے تھے اور گیارہ صدیاں بیت گئیں مگر وہ چھپے کے چھپے ہیں)

خمینی کی اپنی عبارت یہ ہے۔

(۴) قد عین من بعده والیا علی الناس امیر المؤمنین واسلوا الولایة من امام الی امام الی ان انتهی الامر الی الحجة القائم۔[2]

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے بعد کے لئے امیر المؤمنین علیؑ کو لوگوں پر والی نامزد کیا اور امامت کا یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام کو سپرد ہوتا رہا یہاں تک کہ یہ سلسلہ الحجة القائم (امام غائب) پر آکر رک گیا۔

بغرض اختصار اس موقع پر انہیں چار حوالوں پر اکتفا کیا جارہا ہے ورنہ

---

[1] الحکومة الاسلامیة للخمینی ص ۲۳۔ [2] ایضاً ۹۸

خمینی نے اس مسئلہ میں اپنی دوسری اور کتابوں میں بھی کلام کیا ہے بالخصوص کشف الاسرار میں "گفتار دوم، در امامت" کے عنوان سے اس موضوع پر طویل بحث کی ہے۔ اور خاصا زور صرف کیا ہے جس سے اس باب میں خمینی کے بیجا غلو کا اندازہ ہوتا ہے۔

خمینی کے اس عقیدہ پر ایک نظر

آئیے خمینی کے اس عقیدہ پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہیں اور دیکھیں کہ ان کا یہ عقیدہ کتاب وسنت سے کس حد تک مطابقت رکھتا ہے۔

قرآن مبین اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے جتنے اہم اور بنیادی عقائد ہیں مثلاً توحید، رسالت، آخرت وغیرہ انھیں کتاب وسنت میں بغیر کسی تعقید اور پیچیدگی کے صاف صاف، صریح اور واضح الفاظ میں اس قطعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ان میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ کسی تاویل کی گنجائش اس کے برخلاف خمینی کے بیان کردہ مسئلہ امامت کو دیکھئے پورے قرآن اور سارے ذخیرہ حدیث میں آپ کو ایک آیت اور ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں صراحت ووضاحت کے ساتھ خمینی کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق اس عقیدہ کو بیان کیا گیا ہو، اس مسئلہ کی جانب کتاب وسنت کی یہ بے اعتنائی اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ خمینی کا یہ عقیدہ (جس پر بقول ان کے فریضہ رسالت کی تکمیل موقوف تھی) خانہ ساز اور من گھڑت ہے، دینِ اسلام سے اسکا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔

علاوہ ازیں خمینی کا یہ نظریہ اس پہلو سے بھی یکسر اور قطعی باطل ہے کہ اسے تسلیم کر لینے کے بعد خلفاء ثلثہ (صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کی وہ حیثیت بالکل مسخ ہو جاتی ہے جو خدا اور رسول کی بارگاہ سے

انھیں عطا کی گئی ہے اور یہ حضرات بجائے خلیفۂ راشد کے امیر غاصب (نعوذ باللہ) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار ہونے کے برخلاف انتہائی مخالف اور نافرمان ٹھہرتے ہیں کہ آپ کے دنیا سے پردہ فرماتے ہی آپ کے نامزد اور مقرر کردہ خلیفہ کو نظر انداز کر کے خود امام و خلیفہ بن بیٹھے، پھر دیگر تمام صحابۂ کرام اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بھی یہ الزام آئیگا کہ یہ حضرات متفقہ طور پر غیر مستحق اشخاص کی خلافت و امامت پر کیونکر راضی ہو گئے، اور زندگی بھر ان کی اطاعت و اعانت اور تعریف و توصیف کیسے کرتے رہے، اور بات یہیں پر آ کر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس صورت میں لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ جس معلم اخلاق و ہادیٔ اعظم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے بندوں کی ہدایت، تعلیم، تربیت اور تزکیہ کے لئے بھیجا تھا وہ اپنی تیئیس سال تمام تر اور انتھک کوششوں کے باوجود چند افراد بھی ایسے تیار نہ کر سکا جو اس کے دنیا کیش ... فرمانبردار ہوتے اور اس کے جاری کئے ہوئے نظام کو برقرار رکھتے۔ کیا ادیان و ملل کی تاریخ میں کسی مصلح اور رہنما کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے؟ ع بات پہنچی ہے کہاں تک یہ تجھے کیا معلوم۔

خمینی عقیدہ میں ائمہ کا مرتبہ

مسئلہ امامت کی تفصیل و تشریح میں جس طرح خمینی غلو کا شکار ہو کر کتاب و سنت کے جادۂ مستقیم اور سواد اعظم کی شاہراہ سے الگ ہو کر بدعت و ضلالت کی بھول بھلیوں میں پھنس گئے، اسی طرح ان مذکورہ بارہ اماموں کے مقام و مرتبہ کی تعیین میں اوہام و اساطیر کو اپنا رہنما بنا کر توحید و رسالت کے متعارف بنیادی سے ہاتھ دھو بیٹھے (اس زیغ و ضلال سے اللہ

ہم سب کی حفاظت فرمائے)

آئندہ سطور میں اپنے ائمہ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں خمینی کی تصریحات ملاحظہ کیجئے۔

ائمہ نوری مخلوق ہیں

خمینی اعتقاد میں یہ ائمہ خاکی نہیں بلکہ نوری مخلوق ہیں اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے اس درجہ کے ہیں کہ ان کی علوشان انسانی علم کی گرفت سے باہر ہے۔ بس اللہ ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں نیز اپنی پیدائش سے پہلے عرش کا احاطہ کئے ہوئے تھے۔

(۱) وبموجب ما لدينا من الروايات والاحاديث فان الرسول الاعظم (ص) والائمة (ع) كانوا قبل هذا العالم انوارا فجعلهم الله بعرشه محدقين وجعل لهم من المنزلة والزلفى ما لا يعلمه الا الله [1]

ہمارے پاس موجود روایات و احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اعظم اور ائمہ عالم دنیا میں آنے سے پہلے انوار تھے پھر اللہ نے انہیں اپنے عرش کے گرد اگرد گرد کر دیا اور انہیں ایسا بلند تر مقام عطا فرمایا کہ اس کا علم بجز خدا کے کسی کو بھی نہیں ہے۔

پوری کائنات ان کے زیر تصرف ہے

خمینی کے نزدیک یہ ائمہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے مالک ہیں، اور عالم کا ذرہ ذرہ ان کے اقتدار کے آگے سرنگوں ہے۔ خمینی کی اصل عبارت کے الفاظ یہ ہیں

فان للامام مقاما محمودا ودرجة سامية وخلافة

امام کو وہ اعلیٰ مقام، بلند درجہ اور تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ

---

[1] الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی ص ۵۲۔

تکوینیة تخضع لولایتها وسیطرتها جمیع ذرات هذا الکون ۱؎

ذرہ ذرہ ان کی سلطنت اور اقتدار کے آگے سرنگوں ہے۔

ملائکہ اور انبیاء سے بھی بلند تر

خمینی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب کا بنیادی [illegible] ہے کہ ائمہ کا [illegible] ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے بھی بلند و بالا تر ہے۔

(۳) — ومن ضروریات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لا یبلغه ملك مقرب ولا نبی مرسل ۲؎

ہمارے مذہب کے بنیادی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ مقام و مرتبہ کی جس بلندی پر فائز ہیں وہاں تک مقرب فرشتوں اور حضرات مرسلین کی بھی رسائی نہیں ہے

سہو و غفلت سے منزہ ہیں

خمینی عقیدہ کے مطابق یہ ائمہ عصمت کے اس مقام پر ہیں کہ سہو و غفلت کا بھی گذر ان کے پاس نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اثم و عصیان ان کے دامن عصمت کو داغدار بنا دے۔

(۴) — والائمة الذین لا تتصور فیهم السهو والغفلة ۳؎

ائمہ وہ (ما فوق الفطرت) ہستیاں ہیں کہ ان کے بارے میں سہو و غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

مثل قرآن ائمہ کے فرمان بھی واجب الاتباع ہیں

خمینی کا نظریہ ہے کہ کتاب الہی کی طرح ان کے ائمہ کے فرمان بھی واجب الاتباع ہیں یعنی ان کے ائمہ مفروض الطاعت ہیں ان کے حکم سے سرتابی

۱-۲-۳ الحکومة الاسلامیة للخمینی ص ۵۲

کسی بشر کیلئے جائز نہیں ہے، چنانچہ لکھتے ہیں.

(۵)ـــــ ان تعالیم الائمۃ کتعالیم القرآن لا تختص جیلا خاصا وانما هی تعالیم للجمیع فی کل عصر و مصر الی یوم القیامۃ ویجب تنفیذها واتباعها[1]

ائمہ کی تعلیمات قرآنی تعلیمات کی طرح ہیں، وہ کسی خاص طبقہ کے ساتھ خاص نہیں ہیں بلکہ وہ ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے لوگوں کیلئے ہیں اور تا قیامت ان کی تنفیذ اور ان کی اتباع واجب ہے۔

خلاصۂ کلام

اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاصل کلام کے طور پر ائمہ سے متعلق خمینی عقائد کا خلاصہ تحریر کر دیا جائے تاکہ ناظرین ایک نظر میں اسے سمجھ لیں اور پھر علی الترتیب ہر عقیدہ کا کتاب وسنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔

(۱) ائمہ اس دنیا میں آنے سے پہلے نور تھے۔

(۲) ائمہ کا اقتدار کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔

(۳) ائمہ کا درجہ ملائکہ و انبیاء سے بھی بلند تر ہے۔

(۴) ائمہ بھول چوک اور غفلت و نسیان سے بھی بری ہیں۔

(۵) ائمہ کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت کی طرح فرض ہے۔

ان عقائد کا قرآنی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

اب ترتیب وار ہر عقیدے پر اجمالی نظر ڈالتے چلئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ قرآن وسنت اور اسلامی تعلیمات سے یہ عقائد کس حد تک

---

[1] الحکومۃ الاسلامیۃ للخمینی، ص ۱۱۳۔

مطابقت رکھتے ہیں۔

عقیدہ ۲ یہ عقیدہ قرآن مبین کی ان آیات کے صریح خلاف ہے۔

(۱) ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمأ مسنون والجان خلقنٰہ من قبل من نار السموم (الحجر)

اور بنایا ہم نے آدمی کو کھنکھناتے سنے ہوئے گارے سے اور جنوں کو بنایا ہم نے اس سے پہلے آگ کی گرم ہوا سے۔

خالق کائنات نے ان دونوں آیتوں میں انسان اور جن کے مادہ خلقت کو بیان فرمایا ہے کہ انسان تو سڑے ہوئے بدبودار گارے سے جو خشک ہو کر کھنکنے لگا تھا بنایا اور جن کو آگ کی گرم ہوا سے جسے ہمارے یہاں لُو کہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ ائمہ بھی انسان اور آدمی ہی ہیں اس لئے اپنے باپ آدم کی طرح ان کا مادۂ خلقت بھی ترابی ہے نہ کہ نوری۔

(۲) ولقد خلقنا الانسان من سلٰلۃ من طین ۝ ثم جعلنٰہ نطفۃ فی قرار مکین ۝ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأنٰہ خلقا آخر فتبٰرک اللہ احسن الخالقین ۝ (المومنون)

اور ہم نے بنایا آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اس کو پانی کی بوند کر کے ایک جمے ہوئے ٹھکانے میں پھر بنا اس بوند سے خون جما ہوا، پھر بنائی اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کر کھڑا کیا، اس کو ایک نئی صورت میں سو بڑی برکت اللہ کی ہے جو سب سے بہتر بنانے والا ہے

ان آیات میں آدمی کی ابتدائے خلقت سے لیکر رحم مادر سے نکلنے تک

کے تمام اطوار اور کیفیات کو بیان کر دیا گیا ہے جس سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کا اصل مادہ ترابی ہے نوری نہیں ہے۔

(۳) الذی احسن کل شیٔ خلقه وبدأ خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سللة من ماء مهین (السجدہ)

جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر بنائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے۔

اس آیت سے بھی یہی ثابت ہو رہا ہے کہ انسان کا اصل مادہ مٹی ہے اس کے بعد قطرۂ منی ہے۔ غرضیکہ پورے قرآن میں جہاں جہاں بھی انسان کی تخلیق کا بیان ہے وہاں یہی کہا گیا ہے کہ آدمی کو مٹی سے بنایا۔ اس لئے خمینی کا یہ کہنا کہ ان الائمة کانوا قبل هذا العالم انوارا۔ ائمہ اس دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے نور تھے، کتاب الٰہی کے بالکل خلاف ہے۔ اس لئے ان کا یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ نمبر ۲: اس عقیدہ کے ذریعہ خمینی نے اپنے اماموں کو خدائی کے مقام پر پہنچا دیا ہے، کیونکہ کائنات کے ذرے ذرے پر اقتدار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ اس عمومی اور مطلق اقتدار میں نہ کوئی فرشتہ شریک ہے اور نہ رسول اور نہ کوئی بشر خواہ اسے کوئی بھی نام دیدیا جائے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

له ملك السموات والارض۔ (الآیۃ)

زمین و آسمان کی حکومت صرف اسی کی ہے۔

ایک دوسری جگہ ہے۔

الا له الخلق والامر (الآیۃ)

غور سے سن لو تمام مخلوقات اور سارے معاملات اسی کے قبضۂ اختیار میں ہیں

ایک جگہ یوں فرمایا گیا

اللھم مٰلک الملک تؤتی الملک من تشآء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشآء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ ۰

اے معبود، اے سارے ملک کے مالک آپ جسے چاہتے ہیں ملک عطا کرتے ہیں، اور جس سے چاہتے ہیں ملک چھین لیتے ہیں اجسے چاہتے ہیں عزت سے نوازتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں آپ ہی کے قبضۂ تصرف میں تمام بھلائیاں (اور برائیاں) ہیں یقیناً آپ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔

ان آیات اور ان جیسی دوسری بہت سی آیات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ صرف خدا تعالیٰ ہی کا اقتدار اور سلطنت پوری کائنات میں ہے، خدائے وحدہ لا شریک لہ کی قدرت کاملہ اور تصرف عامہ میں کوئی شریک اور ساجھی نہیں۔ ان صریح آیات کے بالمقابل خمینی کا اپنے اماموں کے بارے میں یہ عقیدہ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے تابع فرمان اور ان کے اقتدار کے آگے سرنگوں ہے، خالص شرکیہ عقیدہ ہے جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

عقیدہ ۳ :۔ خمینی کا یہ عقیدہ کتاب الٰہی احادیث رسول، اجماع امت اور خود ان کے ائمہ مثلاً (حضرت علی، حسن، حسین رضی اللہ عنہم) کے ارشادات کے صریح خلاف ہے۔

(الف) خمینی کے اس عقیدے کا قرآن مبین کے مخالف ہونا روز روشن کی طرح آشکارا ہے کیونکہ پورا قرآن اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین پورے عالم میں اللہ تعالیٰ کے منتخب اور برگزیدہ بندے ہیں۔

(ب) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ انا سید الناس یوم القیامۃ" رواہ مسلم فی صحیحہ۔ میں قیامت کے دن تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔ ایک دوسری حدیث ہے" انا اکرم الاولین والاخرین ولا فخر" رواہ الترمذی والدارمی میں اللہ کے نزدیک تمام اولین وآخرین سے معزز ہوں۔

(ج) کتاب اللہ وسنت رسول کے پیش نظر تمام اسلامی فرقوں کا اس پر اجماع ہے کہ حضرات انبیاء تمام مخلوقات سے افضل ہیں بالخصوص نبی آخرالزمان کو تمام انبیاء پر بھی فضیلت حاصل ہے۔ البتہ فرقہ امامیہ اس اجماع کے خلاف حضرت علی کو انبیاء غیر اولوالعزم سے بہتر مانتا ہے، لیکن یہ فرقہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت علیؓ کو فضیلت نہیں دیتا۔ جبکہ خمینی عقیدہ کے مطابق ان کا ہر امام، ہر نبی سے (خواہ وہ نبی آخرالزماں ہی کیوں نہ ہوں) افضل ہے

(د) پھر خمینی کا یہ اختراعی اور من گھڑت عقیدہ حضرت علی، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے ارشادات کے بالکل مخالف ہے، کیونکہ ان تینوں محترم بزرگوں کا یہ ارشاد تواتر کے ساتھ (خود خمینی کے نزدیک مستند ترین کتابوں) میں منقول ہے "من قال ان اماما من الائمۃ افضل من الانبیاء فھو ھالک"۔ جو شخص یہ کہے کہ اماموں میں سے کوئی ایک امام بھی حضرات انبیاء سے افضل ہے وہ ہلاک ہوگیا۔

اس تفصیل سے اچھی طرح واضح ہوگیا کہ خمینی کے اس عقیدے کا بھی اسلامی عقائد سے ادنیٰ بھی تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ خمینی کا من گھڑت عقیدہ ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے ائمہ کو نبوت ورسالت کے مرتبہ پر پہنچانا چاہتے ہیں، اور ختم نبوت کے اجماعی وقطعی عقیدے کو بزعم خویش باطل ٹھہرانے کے درپے ہیں عقیدہ ۵؎ خمینی کا یہ عقیدہ بھی کتاب وسنت سے ثابت شدہ حقیقت

کے قطعی خلاف ہے، سہو اور غفلت سے تو انبیاء علیہم السّلام بھی محفوظ نہیں ہیں، خدائے علیم وقدیر کا ارشاد ہے " ونسی آدم ولم نجد لہ عزما۔ الآیۃ۔ اور آدم بھول گئے اور ہم نے ان کے اندر (عصیان) کا عزم وارادہ نہیں پایا۔ اسی طرح دیگر انبیاء کے سہو ونسیان کا تذکرہ قرآن وسنت میں موجود ہے، اور تو اور خود سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بھی سہو ونسیان سے بری نہیں تھے، کتب حدیث میں آپکے سہو کا یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ نماز کی امامت کر رہے تھے اور چار رکعت کی نماز میں آپ نے بھول کر دو ہی پر سلام پھیر دیا، ذوالیدین نامی ایک صحابی نے عرض کیا، اقصرت الصلوۃ ام نسیت " کیا نماز میں کمی کر دی گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ پر سہو کا اس وقت اس قدر غلبہ تھا کہ اس یاد دہانی پر بھی آپ کو یاد نہیں آیا کہ میں نے صرف دو ہی رکعت پڑھی ہے۔ اس لئے آپ نے حضرت ذوالیدین ؓ کی دونوں باتوں کی نفی فرما دی کہ، نماز میں نہ تو منجانب اللہ کمی کی گئی ہے اور نہ بھولا ہی ہوں اس پر نماز میں شریک دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین ؓ کی تصدیق کی"۔

اس حدیث میں صاف طور پر ایک صحابی نسیان کی نسبت آپ کی جانب کر رہے ہیں، اور آپ اس نسبت پر انھیں یہ تنبیہ نہیں فرماتے کہ میں نسیان سے بری ہوں لہذا میری طرف اس کی نسبت صحیح نہیں، بلکہ غلبہ نسیان کی بنا پر ان کے قول کی تردید فرما رہے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ بات بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی سہو ونسیان سے بری نہیں تھے، تلاش وتتبع کے بعد اس قسم کے دیگر واقعات بھی کتب حدیث میں مل سکتے ہیں بغرض اختصار اس موقع پر اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت سہو وغفلت سے بری ہونا اللہ رب العزت کی صفت

ہے جس میں کوئی مخلوق اللہ کی شریک نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خمینی کا یہ عقیدہ شرک فی الصفت کو مستلزم ہے جس سے اسلام کا دامن قطعی طور پر پاک ہے،

عقیدہ ۸:۔ خمینی کا یہ عقیدہ بھی کتاب وسنت کی تصریحات کے منافی ہے، ملاحظہ ہوں درج ذیل آیات کریمہ۔

(۱):۔ اطیعوا اللہ والرسول لعلکم ترحمون۔ — اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت میں صرف اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اور اسی اطاعت کو حصول رحمت کا سبب ٹھہرایا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ مفروض الطاعت صرف اللہ اور اسکے رسول ہی ہیں اور رسول کی اطاعت فی الحقیقت اللہ ہی کی اطاعت ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اس لئے اصالۃً تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت فرض ہے اور اللہ کے حکم سے رسول خدا کی اطاعت بھی فرض ہوئی ہے

(۲):۔ تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنٰت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا۔ — یہ حدیں باندھی ہوئی اللہ کی ہیں اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور رسول کے اس کو داخل کرے گا جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اس میں۔

اس آیت میں دخول جنت کو صرف اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت پر مشروط کیا گیا ہے، اگر بقول خمینی ان کے ائمہ بھی مفروض الطاعت ہوتے تو ان کی اطاعت کے بغیر جنت کیسے ملتی۔

(۳):۔ وان تطیعوا اللہ و — اگر تم لوگ اللہ اور اسکے رسول کی

رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا۔ | اطاعت کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل (کے ثواب) میں کمی نہیں کریگا۔

اس آیت سے بھی صراحت کے ساتھ یہی ثابت ہوتا ہے کہ بندوں پر اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے بعد کسی تیسرے کی اطاعت فرض نہیں ہے کیونکہ ترک فرض کی صورت میں ثواب میں کمی ضروری ہے۔

الحاصل قرآن وسنت میں اس مسئلہ کو اس کثرت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں یہ امر بدیہیات کی طرح ثابت اور مسلّم ہے اس لئے اس پر مزید گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔

ان تفصیلات سے اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی کے یہ عقائد کتاب وسنت کی تصریحات اور جمہور امت کے توارث کے خلاف ہیں علاوہ ازیں خمینی کے ان عقائد سے ان کے ائمہ کی جو صورت تشکیل پاتی ہے وہ امامت، رسالت اور الوہیت کے مجموعے سے مرکب معلوم ہوتی ہے، کیا اسلام میں کسی ایسی محیر العقول اور ما فوق الفطرت مخلوق کی گنجائش ہے جو بیک وقت ولایت، رسالت، الوہیت کے صفات سے متصف ہو، حقیقت یہ ہے کہ اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی کے یہ عقائد مسیحیت کے عقیدہ تثلیث سے کشید ہیں جس کا ابطال کتاب الٰہی کے مقاصد میں سے ایک اہم ترین مقصد ہے، اس لئے یہ عقائد نہ صرف باطل ہیں بلکہ ان کا قائل شریعت کی اصطلاح میں زندیق ہے، چنانچہ امام ولی اللہ محدث دہلوی کا فر، منافق اور زندیق میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ کی تحقیق

ان المخالف الدین الحق ان لم یعترف به ولم یذعن له | دین حق کا مخالف اگر دین کا معترف نہیں اور نہ ظاہرا و باطنا اس پر یقین رکھتا ہے

لا ظاهراً ولا باطناً فهو كافر
وان اعترف بلسانه وقلبه
على الكفر فهو المنافق وان
اعترف به ظاهراً لكن
يفسر بعض ما ثبت من
الدين ضرورة بخلاف
ما فسره الصحابة و
التابعون واجتمعت عليه
الامة فهو الزنديق كما اذا
اعترف بان القرآن حق وما
فيه من ذكر الجنة والنار
حق والمراد بالجنة الابتهاج
الذي يحصل بسبب الملكات
المحمودة والمراد بالنار هي الندامة
التي تحصل بسبب الملكات
المذمومة وليس في الخارج جنة
ولا نار فهو الزنديق وكذلك من
قال الشيخين ابي بكرؓ وعمرؓ مثلا
ليسا من اهل الجنة مع تواتر
الحديث في بشارتهما. او قال ان
النبي صلى الله عليه وسلم خاتم

تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے تو اقرار
کرے لیکن اس کا دل منکر ہو تو وہ منافق
ہے اور اگر ظاہری طور پر دین کا اقرار و
اعتراف کرتا ہے لیکن ضروریات دین کی
ایسی تفسیر کرتا ہے جو صحابہ کرام تابعین
اور اجماع امت کی تفسیر کے خلاف
ہے تو وہ زندیق ہے، مثلاً معترف ہے کہ
قرآن برحق ہے اور اس میں مذکور جنت
وجہنم برحق ہیں لیکن جنت اس مسرت
وخوشی کا نام ہے جو اخلاق حسنہ کے
سبب حاصل ہوتی ہے اور جہنم وہ
ندامت وشرمندگی ہے جو بری عادتوں
کی بنا پر حاصل ہوتی ہے خارج میں
جنت وجہنم کا وجود نہیں ہے تو ایسی
تفسیر کا کرنے والا زندیق ہوگا، اسیطرح
اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ جنتی
نہیں ہیں باوجودیکہ ان دونوں حضرات
کے جنتی ہونے کی بشارت میں احادیث
تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں یا اقرار کرے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین
ہیں لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ

النبوة ولكن معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يسمّى بعده احد نبي واما معنى النبوة وهو كون الانسان مبعوثاً من الله الى الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب فهو موجود فی الائمة بعده فذلك وهو الزنديق وقد اتفق جماهير المتأخرين من الحنفية والشافعية على قتل من يجري هذه المجری۔

ان کے بعد کسی کو نبی کہنا جائز نہیں ہے البتہ حقیقت نبوت یعنی کسی انسان کا اللہ کی جانب سے مخلوق کی طرف بھیجا جانا مفترض الطاعۃ ہونا گناہوں سے معصوم ہونا تو یہ صفات و خصوصیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں کے اندر موجود ہیں تو یہ کہنے والا زندیق ہے اور متاخرین علمائے احناف و شوافع نے باتفاق اس طرح کے عقائد رکھنے والے کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔

(المسویٰ ج ۲ ص ۱۳۰ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دہلی)

انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی

خمینی کے وہ عقائد جو اپنے ائمہ کے بارے میں وہ رکھتے ہیں ان کا لازمی نتیجہ ہے کہ خمینی اور ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے حضرات انبیاء کے مقابلے میں ان ائمہ کو ترجیح و فضیلت دیں، نیز دین کی تبلیغ و اشاعت اور انسانیت کی اصلاح و تربیت کے سلسلے میں اللہ کے ان منتخب اور فرستادہ بندوں نے جو محیر العقول انقلاب انگیز کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، انھیں (نعوذ باللہ) بے حیثیت اور کم کر کے دکھائیں تاکہ ان کے ائمہ کی ضرورت و اہمیت کا جواز باقی رہے، چنانچہ خمینی نے اپنے امام غائب، مہدی موعود، قائم الزمان کے جشن ولادت کے موقع پر ۱۵ر شعبان ۱۴۰۰ھ کو اپنے پیروکاروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا

لقد جاء الانبیاء جمیعا من اجل ارساء قواعد العدالة فی العالم لکنهم لم ینجحوا حتی النبی محمد خاتم الانبیاء الذی جاء لاصلاح البشریة، تنفیذ العدالة وتربیة البشر لم ینجح فی ذلك. وان الشخص الذی سینجح فی ذلك ویرسی قواعد العدالة فی جمیع انحاء العالم فی جمیع مراتب الانسانیة. الانسان وتقویم الانحرافات هو المهدی المنتظر، فالامام المهدی الذی ابقاه الله سبحانه وتعالی ذخرا من

اجل البشرية سيعمل على نشر العدالة فی جميع انحاء العالم وسينجح فيما اخفق فی تحقيقه الانبياء.... انني لا اتمكن من تسميته بالزعيم لانه اكبر و ارفع من ذلك ولا اتمكن من تسميته بالرجل الاول لانه لا يوجد احد بعده وليس له ثان ولذلك لا استطع وصفه باى كلام سوى المهدی المنتظر الموعود [1]

(ترجمہ) تمام انبیاء دنیا میں عدالت کے اصول کو ثابت و قائم کرنے کے لیے آئے لیکن یہ حضرات اپنے مقصدِ بعثت میں کامیاب نہ ہو سکے یہانتک کہ خاتم الانبیاء بھی جو انسانیت کی اصلاح، عدالت کے نفاذ، اور انسانوں کی تربیت کی غرض سے دنیا میں آئے وہ بھی اس مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے یقیناً جو شخص اس مقصد میں عنقریب کامیاب ہوگا وہ مہدی موعود ہیں یہ پورے عالم میں عدالت کی بنیاد کو قائم اور انسان کی انسانیت وخصوصیات کو ثابت کردیں گے نیز ساری دنیا کی کجی اور ٹیڑھے پن کو راست اور سیدھا کردیں گے۔ امام مہدی جنھیں اللہ تعالیٰ نے بشریت کے واسطے ذخیرہ بنا کر باقی رکھا ہے، پورے عالم میں عدالت کی اشاعت اور اسے زندہ کرنے کی خدمت انجام دینگے اور یقیناً اس کام میں کامیاب ہوں گے جس کو قائم و ثابت کرنے میں انبیاء ناکام رہے تھے۔ ہم انھیں رئیس اور سردار نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ اس سے بالاتر ہیں۔ ہم انھیں رجل اول اور پہلا آدمی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے بعد کوئی نہیں پایا جائیگا

---

[1] خمینی کی یہ تقریر ریڈیو تہران نے نشر کی تھی اور اسی کے حوالے سے اخبار "الرای العالم" کویت نے ۱۱/۶/۱۹۸۰ء کو پوری تقریر شائع کردی تھی۔

اور نہ ہی کوئی ان کا ثانی وشبیہ النظیر وجود سے مہدی منتظر موعود کے علاوہ کسی اور مقتدے ہم ان کی تعریف و توصیف بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔

حضرات انبیاء بالخصوص سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و معظم شان میں خمینی کا یہ گستاخانہ ادعا کہ ہادی اعظم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بشریت کی اصلاح عدل وانصاف کے قیام، اور انسانوں کی تربیت میں ناکام رہے، خدائے علیم وخبیر کے اس قول کے صریح معارض و مخالف ہے۔۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا:

آج میں نے کامل کر دیا تمھارے لئے تمھارے دین کو اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمھارے لئے دین اسلام کو۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد: بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں اخلاق حسنہ اور عمدہ عادتوں کی تکمیل کر دوں ۔ نیز جمہور اہل قبلہ کے متوارث عقیدہ کے بھی خلاف ہے۔

پھر جس فرضی شخصیت کی اہمیت اور بالاتری کو ثابت کرنے کے لیے خمینی تمام انبیاء کرام کی شان میں یہ گستاخی کر رہے ہیں گیارہ سو سال کی طویل مدت گزر جانے کے باوجود اب تک اس کے وجود کو مستند اور قابل اعتماد تاریخی دلائل و شواہد سے ثابت بھی نہیں کیا جا سکا ہے اور نہ قیامت تک ثابت کیا جا سکے گا ایسی موہوم ومعدوم و مفروض شخصیت کو اللہ تعالیٰ کے ان منتخب، مختار، مبارک بندوں پر فضیلت دینے کا جرم آج تک کسی یہودی اور نصرانی نے بھی نہیں کیا ہے اور خمینی بایں جبہ و دستار اور بایں ادعائے اسلام اس قبیح اور کفر خیز حرکت کا ارتکاب کر رہے ہیں اس لئے خمینی خود اپنے قول۔ این کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ است

مخالف بآیات از قرآن کریم ۔ کے حرف بحرف مصداق ہیں رچاہ کن را چاہ درپیش)

ایک اور گمراہ کن خطاب

خمینی نے اپنے امام الرضا کے جشن میلاد کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔

- انی متاسف لامرین، احدھما ان نظام الحکم الاسلامی لم ینجح منذ فجر الاسلام الی یومنا ھذا ...... وحتی فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یستقم۔

- مجھے دو باتوں کا افسوس ہے، ایک یہ کہ اسلامی نظام حکومت اسلام کے ابتدائی دور سے اب تک مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکا حتیٰ کہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی حکومت اسلامی کا نظام پورے طور پر برپا نہ ہو سکا۔

اس کے بعد کہتے ہیں۔

: فنجد عصر سیدنا علی علیہ السلام ملیئا بالحروب والجدال والاضطرابات الداخلیۃ ومؤامرات المنافقین لذلک لم ینجح علی علیہ السلام فی اقامۃ نظام الحکم الذی کان یقصدہ :

اور ہم سیدنا علی علیہ السلام کے دور کو جنگ وجدال، داخلی انتشار اور منافقین کی سازشی مجلسوں سے معمور پاتے ہیں اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام اپنے مقصد کے مطابق نظام حکومت کو استوار نہ کر سکے۔

پھر کچھ آگے چل کر کہتے ہیں۔

: ان القرآن الیوم مستور وملفوف وان العلماء والمفکرین قد شرحوا القرآن الی حد ما۔ ومع ذلک لم یکن ما کان ینبغی ان یکون ، وتفاسیر القرآن الموجودۃ من البدایۃ الی وقتنا ھذا لیست تفاسیر بل ھی تراجم نجد فیھا لمسا للقرآن ولکنھا لا تستحق ان تعتبر تفسیرا

کاملاً للقرآن :

قرآن آج بھی مستور اور چھپا ہوا ہے، علماء و مفکرین نے قرآن کی کسی قدر شرح کی ہے لیکن جیسی تفسیر و تشریح ہونی چاہیے تھی وہ نہ ہو سکی، ابتداء سے لیکر ہمارے زمانے تک کی قرآن کی جتنی تفسیریں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب تفسیر نہیں بلکہ ترجمے ہیں جن کا قرآن سے کسی حد تک تعلق ہے لیکن یہ تفسیریں قرآن کی مکمل تفسیر کہلانے کی مستحق نہیں ہیں

آخر میں خمینی نے دوسری افسوسناک بات کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

" الذی لم نجده الی الآن هو الانصاف الالهی- والذی لم یحصل الیه الی یومنا هذا. والآن وقد وهبنا الله النجاح بفضله وکرمه نری بام اعیننا ان الحکومة الایرانیة الالهیة کیف تحاك المؤمرات ضدها "[1]

آج تک جس چیز کو ہم نہیں پا رہے ہیں وہ الٰہی انصاف ہے یہی چیز ہمارے آج کے زمانے تک حاصل نہیں ہوئی اور اب جبکہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں کامیابی نصیب فرمائی ہے تو ہم نہایت غور سے دیکھ رہے ہیں کہ یہ ایران کی حکومت الٰہیہ اسکے خلاف سازشوں کو کس حد تک متاثر کرتی ہے۔

خلاصہ خطاب اور اسکے نتائج

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خمینی کے ائمہ عظام حکومت اسلامی کی تشکیل میں ناکام رہے۔

---

[1] خمینی کی یہ تقریر مجلہ اسپاکٹ انٹرنیشنل لندن مورخہ ۲۴/۸/۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی تھی اور اسی کے حوالے سے ہفت روزہ ایشیا لاہور نے ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۸۴ء کو پوری تقریر اپنے تبصرہ کے نقل کی ہے۔

(۲) آغاز اسلام سے لیکر آج تک قرآن کی تعلیمات مستور اور مخفی چلی آ رہی ہیں

(۳) انسانیت انصاف الٰہی سے اب تک محروم چلی آ رہی ہے۔

خمینی کی تقریر یا اسکے خلاصہ کو بغور پڑھ جائیے، پھر فیصلہ کیجیے! کیا یہ اسلام اور تاریخ اسلام کا یکسر انکار نہیں ہے؟ کیا خمینی نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رسالت کو ناکام اور آپ کی تعلیمات کو ناقص نہیں بتا رہے ہیں؟ کیا قرآنی تعلیمات کو وہ مستور و مخفی نہیں کہہ رہے ہیں؟ کیا خمینی کی ان باتوں کو تسلیم کر لینے کے بعد اسلام اور اس کی چودہ سو سالہ تعلیمات قابل اعتماد و قابل استناد بچتی ہیں؟ کیا خمینی کے ان اقوال سے یہ لازم نہیں آرہا ہے کہ آغاز اسلام سے آج تک کے تمام علماء امت قرآنی علوم سے ناواقف ہیں؟ کیونکہ وہ تو ان پر مستور رہے۔ اسلام، ہادی اسلام، تاریخ اسلام اور علمائے اسلام کے متعلق یہ رائے رکھنے والا اسلام کا دشمن اور بدخواہ ہے یا دوست اور ہمدرد، اس کا فیصلہ خمینی کے ہم نوا اور انھیں اسلام کا قائد اور رہبر کہنے والے ہی کریں۔ ہم تو اس موقع پر درج ذیل آیت کریمہ پر اپنی گفتگو ختم کر رہے ہیں۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق
لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ
اس کو غلبہ دے ہر دین پر اگرچہ مشرکوں کو برا لگے۔

صحابہ کرامؓ خمینی عقیدہ میں

امامت کی بحث میں وضاحت کے ساتھ یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ خمینی کے عقیدہ کے مطابق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے بعد کے لئے امام و خلیفہ کا مقرر کرنا واجب اور فرائض نبوت میں سے ہے اور اگر آپؐ اپنا خلیفہ نامزد کر جاتے تو (معاذ اللہ) آپ فریضۂ رسالت میں کوتاہی کرنے والے ہوتے خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار کے صفحہ ۱۳۰ پر یہ بھی لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ستر یوم قبل حجۃ الوداع سے واپس لوٹتے ہوئے "غدیر خم" پر اس فریضہ کی تکمیل فرمائی اور اپنے بعد کے لئے اس موقع پر حاضر تمام صحابہ سے حضرت علیؓ کی ولایت و امامت پر بیعت لی،

غدیر خم کی اس موضوع، خانہ ساز اور من گھڑت روایت کے پیش نظر حضرت علیؓ کی امامت و ولایت پر بیعت، کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جب تمام صحابہ نے حضرت علیؓ کی امامت کے بارے میں آپ کے عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر حضرت صدیق اکبرؓ کو آپؐ کا خلیفہ و جانشین منتخب کر لیا تو (خاکم بدہن) سب نے رسول خدا کے ساتھ بے وفائی اور غداری کی بالخصوص خلفائے ثلٰثہ یعنی صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے تو

بدعہدی کی انتہا کردی کہ حضرت علی رضؓ کو اس منصب سے بیدخل کر کے خود مسند خلافت پر قبضہ جمالیا۔

خمینی کا یہی وہ تباہ کن نظریۂ امامت ہے جس نے انھیں اصحاب رسول کی مقدس اور پاکیزہ جماعت کی تفسیق و تکفیر میں مبتلا کر کے خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنادیا ہے۔ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اس مختصر سی تمہید کے بعد تھوڑی دیر کے لئے دل پر پتھر رکھ کر قدسی صفات اصحاب رسول کی شان میں بزعم خویش نائب امام الزمان قائد انقلاب ایران خمینی کی ہرزہ سرائیوں کو بھی سن لیجئے اور پھر اس تناظر میں ان کے نعرہ "ثورۃ اسلامیۃ لا سنیۃ ولا شیعیۃ" کا جائزہ لیجئے۔

خمینی نے اپنی مشہور تصنیف "کشف الاسرار" میں "گفتار دوم در امامت" کے عنوان سے مسئلہ امامت پر طویل بحث کی ہے۔ یہ ساری بحث درج ذیل سوال کے جواب میں ہے۔

"اگر امامت اصل چہارم از اصول مذہب است واگر چنانچہ مفسرین گفتہ اند بیشتر آیات قرآن ناظر بامامت است چرا خدا چنیں اصل مہم را یک بار در قرآن صریح نگفت کہ ایں ہمہ نزاع و خونریزی برسر ایں کار پیدا نشود"

اگر اصول مذہب میں سے چوتھی اصل امامت ہے اور مفسرین کے کہنے کے مطابق اگر قرآن کی اکثر آیات سے امامت کا ثبوت ہوتا ہے تو اس اہم ترین اصل کا خدا نے قرآن میں ایک بار ہی سہی صراحت کے ساتھ کیوں نہیں ذکر کر دیا تاکہ اس مسئلہ کو لے کر جو جھگڑے اور خونریزیاں

ہو رہی ہیں پیش نہ آتیں؟

خمینی نے اس سوال کے جوابات سے پہلے ایک طویل تمہید ذکر کی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خدائے جہاں نے جس کا ہر کام عقل کی مضبوط بنیاد پر قائم ہے اپنے رسول کو بھیج کر دین توحید اور بعد ازاں آہستہ آہستہ قانونِ خداوندی کے مطابق ایک حکومت عادلہ کی تعمیر و تکمیل کرائی۔ اور یہ عمارت مکمل ہو گئی تو عقل کا تقاضہ یہی ہے کہ جس خدا نے دین کی اس عمارت کی تعمیر و تکمیل کرائی وہی اس کی بقا کا بھی انتظام کرے اور اپنے پیغمبر کے ذریعہ اس کے بارے میں ہدایت دے، بالفرض اگر خدا ایسا نہ کرتا تو یہ تقاضائے عقل کے خلاف ہوتا اور وہ اس کا مستحق نہ ہوتا کہ اسے معبود مان کر اس کی طاعت و عبادت کریں۔

اس خلاصہ کے بعد اب خمینی کے اپنے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عثمان غنیؓ اور معاویہؓ کی شان میں زبان درازی

: ما خدائے را پرستش می کنیم و می شناسیم کہ کارہائش بر اساس خرد پائیدار و بہ خلاف گفتہ ہائے عقل ہیچ کارے نکند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کند و خود بخرابی آں بکوشد و یزید و معاویہ و عثمان و ازیں قبیل چپاولچی ہائے دیگر را بمردم امارت دہد.[1]

ہم ایسے خدا کو جانتے اور اس کی پرستش کرتے ہیں جس کے سارے کام عقل کی بنیاد پر قائم ہیں اور عقل کے خلاف وہ کوئی کام نہیں کرتا نہ کہ ایسے خدا کی جو خدا پرستی عدالت اور دینداری کی بلند عمارت تیار کر کے خود اسکی ویرانی کے درپے ہو جائے اور یزید معاویہ اور عثمان جیسے بدقماشوں کو امارت و حکومت سپرد کر دے۔

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جن کے نکاح میں یکے بعد دیگرے رسول

---

[1] کشف الاسرار ص ۱۰۷۔

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آئیں جن کے بارے میں اللہ کے پاک رسول نے غزوہ تبوک کے موقع پر ان کی مالی نصرت سے خوش ہو کر فرمایا تھا۔ ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم [1]۔ آج کے بعد عثمان جو کام بھی کریں گے ان کے لئے ضرر رساں نہ ہوگا۔ اس معظم و مغفور شخصیت کی شان میں خمینی کی یہ تبرابازی (الحفیظ والامان)

شیخین رضی اللہ عنہما پر بہتان تراشی

اسی تمہید میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"نیز اکنوں ایا شیخین کار عداریم و مخالفتہائے آنہا با قرآن و بازیچہ قرار دادن احکام خدا و حلال و حرام کردن از پیش خود و ستمہائے کہ بفاطمہ دختر پیغمبر و اولاد او کردند و جہل آنہا بد ستورات خدا و احکام دین الخ۔" [2]

(ابھی ہم شیخین سے کوئی سروکار نہیں رکھتے (انکے متعلق گفتگو آگے ہوگی ورنہ) انکی قرآن پاک سے مخالفت، احکام خداوند کے ساتھ کھلواڑ کرنا اور اپنی جانب سے حلال و حرام ٹھہرانا، دختر پیغمبر فاطمہ اور ان کی اولاد پر ان کے ظلم و ستم اور احکام خدا سے ان کی ناواقفیت الخ وغیرہ ایسے خلاف شرع امور کے ارتکاب کے باوجود کیا از روئے عقل و شرع انھیں اولوالامر میں شامل کرنا اور اللہ کی طرف سے ان کی اطاعت واجب ہونا کسی طرح سے صحیح ہو سکتا ہے؟)

اس طویل اور دل خراش تمہید کے بعد خمینی نے مذکورہ بالا سوال کے پانچ جوابات لکھے ہیں، جن میں سے تین آخر کے جوابوں میں صحابۂ کرام بالخصوص خلفائے ثلٰثہ (صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین) کو دل کھول کر اپنے لعن و طعن کا نشانہ بنایا ہے۔

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل۔ [2] کشف الاسرار، ص ۱۱۰-۱۱۱۔

حضرات صحابہ و خلفائے ثلاثہ کی شان میں فحش کلامی

خمینی اپنے میسرے جواب میں لکھتے ہیں

آں کہ فرضا در قرآن اسم امام را هم تعیین می کرد از کجا کہ خلاف بین مسلمانہا واقع نمی باشد، آنہا کہ سالہا در طمع ریاست خود را بدین پیغمبر چسپانده بودند و بستہ بندیہا می کردند ممکن نہ بود بگفتہ قرآن از کار خود دست بردارند با ہر حیلہ بود کار خود انجام می دادند بلکہ شاید در ایں صورت خلاف بین مسلمانہا طورے می شد کہ بانہدام اصل اسلام منتہی می شد زیرا ممکن بود انہا کہ در صدد ریاست بودند چوں دیدند کہ باسم اسلام نمی شود بہ مقصود برسند یکرہ حزبے بر ضد اسلام تشکیل می دادند[1]

بالفرض اگر قرآن میں صراحتاً امام کا نام ذکر کر دیا جاتا تو اس سے یہ کیونکر سمجھ لیا گیا کہ مسئلہ امامت میں مسلمانوں میں باہم اختلاف واقع نہ ہوتا، کیونکہ جن لوگوں نے ریاست کی طمع میں برسوں سے اپنے آپ کو دین پیغمبر سے چپکا رکھا تھا اور اسی مقصد کیلئے پارٹی بازی میں لگے تھے ان سے ممکن نہیں تھا کہ قرآن کے فرمان پر اپنے منصوبے سے دستبردار ہو جاتے (بلکہ) ہر ممکن تدبیر کو کام میں لا کر اپنے مقصد کو حاصل کرتے بلکہ قرآن میں امام کی تعیین کی صورت میں شاید مسلمانوں میں ایسا خطرناک اختلاف رونما ہو جاتا جو اسلام کی بنیاد کے انہدام ہی پر ختم ہوتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جو لوگ حصول ریاست کے درپے تھے جب یہ دیکھتے کہ اسلام کے نام سے وہ مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تو علانیہ اسلام کے خلاف پارٹی بنا لیتے۔

---

[1] کشف الاسرار ص ۱۱۳ - ۱۱۴

اور چوتھے جواب میں تحریر کرتے ہیں

آن کہ ممکن بود در صورتیکہ امام را در قرآن ثبت می کردند آنہا ان کہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیلہ اجرائے نیات فاسدہ خود کردہ بودند آں آیات را از قرآن بردارند و کتاب آسمانی را تحریف کنند

امام کا نام قرآن میں ذکر کر دینے کی صورت میں عین ممکن تھا کہ وہ لوگ جو دنیا اور اقتدار کے علاوہ اسلام و قرآن سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے اور قرآن کو اپنی اغراض فاسدہ کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا تھا، ان آیات کو (جن میں امام کا نام مذکور ہوتا) قرآن سے نکال دیتے اور کتاب الٰہی میں تحریف کر دیتے۔

اسکے بعد پانچواں جواب دیتے ہوئے یہ لکھتے ہیں

فرضا کہ ہیچ یک ازیں امور نمی شد باز خلاف ازیں مسلمانہا برنمی خواست زیرا کہ ممکن بود آن حزب ریاست خواہ کہ از کار خود ممکن نبود دست بردارند فوراً یک حدیث ز پیغمبر اسلام نسبت دہند کہ نزدیک رحلت گفت امر شما با مشورہ باشد، علی ابن ابی طالب را خدا ازیں

بالفرض اوپر مذکور امور میں سے اگر ایک بھی پیش نہ آتا جب بھی اس مسئلہ میں مسلمانوں کے باہمی نزاع کا تصفیہ نہ ہو پاتا کیونکہ یہ اقتدار پسند پارٹی جس کیلئے اپنے منصوبے سے دست بردار ہو جانا ممکن نہ تھا فوراً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرتے ہوئے ایک حدیث گھڑ کر پیش کر دیتی کہ آنحضرت نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ تمہاری امارت کا مسئلہ باہمی

---

۱ کشف الاسرار ص ۱۱۴ -

مشورہ سے طے ہوگا علی ابن ابی طالب	منصب خلع کردیلہ
کو خدا نے منصب امامت سے معزول کردیا ہے	

اس کے بعد خمینی جی نے: مخالفتہائے ابوبکر با نص قرآن" اور "مخالفت عمر با قرآن" دو عنوان قائم کر کے صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا نام لے لے کر انھیں اپنے قلم کے تیر و نشتر کا ہدف بنایا ہے اور خوف آخرت سے بے نیاز ہو کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی ہے، پھر آخر میں حدیث قرطاس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت فاروق اعظمؓ کے بارے میں یہاں تک لکھ گئے ہیں

"این کلام یاوہ کہ از اصل کفر و زندقہ ظاہر شدہ مخالفت است با آیاتے از قرآن کریم"[۱]

یہ بیہودہ کلام جو کفر و زندقہ کی بنا پر ظاہر ہوا ہے آیات کلام الٰہی کے مخالف ہے۔"

آگے چل کر اسی بات کو یوں لکھا ہے

"و چنانچہ از مراجعہ بکتابہائے حدیث و تاریخ معلوم می شود گویندہ این سخن کفر آمیز عمر بن الخطاب بود و بعضے دیگر از متابعت کردند"[۲]

پھر اپنی یہاں تک کی بحث کا خلاصہ "نتیجہ سخن مادریں بارہ" کا عنوان قائم کر کے یہ لکھا ہے

از مجموع این مادہ ہا معلوم شد	ان تمام حوالوں سے یہ بات معلوم ہوگئی
مخالفت کردن شیخین از قرآن در حضور	کہ مسلمانوں کے سامنے شیخین کا قرآن
مسلمانان یک امر خیلے مہم نبود، و	کی مخالفت کوئی اہم بات نہیں تھی۔
مسلمانان نیز یا داخل در حزب خود	(کیونکہ مسلمان (جملہ صحابہ) یا تو خود ان کی
آنہا بودہ و در مقصود با آنہا	پارٹی میں شامل تھے اور حصول اقتدار
ہمراہ بودند و یا اگر ہمراہ نبودند	کے مقصد میں ان کے شریک کار تھے

---

[۱] کشف الاسرار ص ۱۱۴۔ [۲] کشف الاسرار، ص ۱۱۹۔ [۳] کشف الاسرار ص ۱۵۳۔

جرأت حرف زدن در مقابل
آنها که با پیغمبر خدا و دختر
او این سلوک می کردند نداشتند
و یا اگر گاهی یکی از آنها
یک حرفی میزد به سخن او ارجی
نمی گذاشتند و چنانچه در کلام
... قرآن هم این
امر با صراحت نیز ذکر می شد
باز آنها دست از مقصود
خود بر نمی داشتند و ترک
ریاست برای گفته
خدا نمی کردند منتها چون
ابوبکر ظاهر سازیش بیشتر بود
با یک حدیث ساختگی
کار را تمام می کرد چنانچه
راجع بآیات ارث دیدید
و از عمر استبعادی
نداشت که آخر امر بگوید خدا
یا جبرئیل یا پیغمبر در فرستادن
یا آوردن این آیه اشتباه
کردند و مجبور شدند آن گاه

یا اگر ان کے شریک اور ہم نوا نہیں تھے
تو ایسے ستم پیشہ افراد کے مقابلہ میں جو
خود رسول خدا اور آپ کی لخت جگر فاطمہ
کے ساتھ ظالمانہ سلوک کر چکے تھے ایک
حرف بھی زبان پر لانے کی جرأت نہیں
رکھتے تھے یا اگر کبھی ہمت کر کے کسی نے
کچھ کہہ بھی دیا تو یہ (شیخین) اس کی بات کی
پرواہ نہیں کرتے تھے۔ حاصل کلام یہ کہ
اگر قرآن میں بحیثیت امام کے حضرت
علی کے نام کی صراحت کر دی گئی ہوتی تب
بھی یہ لوگ اپنے منصوبہ سے دستبردار
نہ ہوتے اور خدا کے کہنے سے ریاست طلبی
سے باز نہ آتے اور ابوبکر جنھوں نے پہلے
سے خفیہ منصوبہ تیار کر رکھا تھا ایک حدیث
گھڑ کے پیش کر دیتے اور معاملے کو ختم
کر دیتے جیسا کہ آیت وراثت کے بارے
میں انھوں نے کیا اور عمر سے بھی یہ بعید
نہ تھا کہ وہ یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے کہ یا تو
خدا سے اس آیت کے نازل کرنے میں یا
جبرئیل یا رسول خدا سے اسکی تبلیغ میں
غلطی ہو گئی، اس وقت سنی لوگ بھی

سفیان نیز از جائے بر می خاستند
ومتابعت او را می کردند، چنانچہ
در ایں ہمہ تغیرات کہ در دین اسلام
داد متابعت از و کردند وقول او را
بآیات قرآنی وگفتہ ہائے پیغمبر اسلام مقدم داشتند ؎

ان کی تائید میں کھڑے ہو جاتے اور خدا
کے مقابلے میں انھیں کی بات مانتے جیسا
کہ عمر کی ان ساری تبدیلیوں کے بارے
میں جو انھوں نے قرآن وسنت میں کی
ہیں سنیوں کا بھی رویہ ہے۔

اس طویل عبارت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ عنہما صحابۂ کرام کی موجودگی میں دین اسلام کو مسخ کرتے رہے مگر کسی صحابی نے ان کے اس عمل پر نکیر نہیں کی کیونکہ یہ تمام صحابہ یا تو حضرات شیخین کے ہم نوا تھے یا ان کے ظلم وتشدد سے خائف تھے، اور اگر کبھی کسی نے جرأت وہمت کر کے کوئی بات کہہ بھی دی تو شیخین نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا اس لئے اگر حضرت علی کا نام بحیثیت امام ووصی رسول کے قرآن میں صراحت کے ساتھ ذکر کردیا جاتا تو یہ لوگ اسے ضرور حذف کر دیتے، اور اگر حذف نہ بھی کرتے تو اس کے مقابلے میں کوئی حدیث گھڑ کر پیش کر دیتے، یا یہ کہدیتے کہ اس آیت کے نازل کرنے میں خدا سے غلطی ہوگئی ہے یا اس کی تبلیغ میں جبرئیل یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھول چوک ہوگئی ہے، ان وجوہ سے حضرت علی کی امامت کا تذکرہ صراحت کے ساتھ قرآن میں نہیں کیا گیا۔

یہ ہے خمینی کے نزدیک حضرات شیخین اور تمام اصحاب رسول کی سیرت اور کردار، کیا خمینی کی ان ہفوات کو تسلیم کر لینے کے بعد قرآن وحدیث پر امت کا جو اعتماد ہے وہ برقرار رہ سکتا ہے؟

خمینی اسی بحث امامت میں آگے چل کر امام کے تقرر اور اسکے اوصاف پر گفتگو کرتے ہوئے حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کی پاکیزہ سیرت پر ان الفاظ

؎ کشف الاسرار، ص ۱۱۹-۱۲۰۔

میں کیچڑ اچھالا ہے۔

ہر قانون گذارے در عالم قانون را برائے جریان و عملے کردن می گذارد نہ برائے نوشتن و گفتن، ناچار جریان قانونہا و احکام خدائی فقط منحصر بزمان خود پیغمبر نبودہ پس از وہم بایستی آں قانونہا جریان داشتہ باشد چنانکہ واضحست وما پس ازیں ثابت می کنیم ناچار دریں صورت باکسی را خدائے عالم تعیین کند کہ گفتہ او و پیمبر او را یکساں بے کم وکاست بداند و در جریان انداختن قانونہائے خدائی نہ خطاکار و غلط انداز باشد و نہ خیانت کار و دروغ پرداز و ستمگار و نفع طلب و طماع و نہ ریاست خواہ و جاہ پرست باشد و نہ خود از قانون تخلف کند و دیگر را بتخلف روا دارد و نہ در راہ دین و خدا از خود

ہر قانون گذار، قانون کو دنیا میں جاری کرنے اور عمل کرنے کے لئے چھوڑ کر جاتا ہے نہ کہ صرف لکھنے اور پڑھنے کے لئے اور لازمی طور پر معلوم ہے کہ دینی قوانین اور خدائی احکامات صرف رسول خدا کے زمانے ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ آپ کے بعد بھی ان قوانین کا اجراء مطلوب ہے جیسا کہ واضح ہے اور ہم بعد میں اسے ثابت بھی کریں گے ایسی صورت میں ضروری ہے کہ رسول خدا کے بعد کے لئے خدائے دو جہاں ان قوانین کو جاری کرنے کیلئے ایسے شخص کو متعین کرے جو خدا اور رسول خدا کے ایک ایک فرمان کو بلا کم وکاست جانتا ہو اور خدا کے قانون کے جاری کرنے میں خطاکار، خائن جھوٹا ظلم پیشہ، مفاد پرست، لالچی، اقتدار پرست نہ ہو اور نہ خود احکام خداوندی کی مخالفت کرے اور نہ کسی کو مخالفت کرنے دے۔

خدا اور دین کے راستے میں اپنے مفاد اور اپنی ذات کو ترجیح نہ دے، اور ان

ومناقع خود دریغ کند و این معنی امامت و دارای این اوصاف امام و در تمام امت بشہادت تاریخ معتبر و اخبار متواترہ از سنی و شیعہ غیر از علی بن ابی طالب بعد از پیغمبر کسی چنیں اوصاف را نداشت ۔ [۱]

اوصاف کا مالک رسول خدا کے بعد پوری امت میں بشہادت تاریخ و اخبار علی بن ابی طالب کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

خمینی نے " غیر از علی بن ابی طالب " پر حسب ذیل حاشیہ بھی لکھا ہے۔

" پیش ازیں شمہ از مخالفت ہائے ابوبکر و عمر را با قرآن آوردیم ہر کس بیشتر می خواہد بفصول المہمہ رجوع کند "

اس سے قبل ابوبکر و عمر کی مخالفت قرآن کا مختصر تذکرہ میں کر چکا ہوں جو شخص اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہے ... وہ فصول المہمہ کی طرف مراجعت کرے

خمینی اپنی اس طویل عبارت میں بتا رہے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے علاوہ پوری جماعت صحابہ خدا اور رسول خدا کی تعلیمات سے ناآشنا، خطا کار، غلط انداز، خائن، دروغ گو، ظلم پیشہ، مفاد پرست، لالچی، اقتدار پسند، جاہ پرست، خدا اور خدا کے دین کے مقابلے میں اپنی ذات اور اپنے نفع کو ترجیح دینے والی تھی ـــ ذرا سوچئے تو خمینی کی اس بیان کردہ فہرست میں وہ کون سی اخلاقی خرابی باقی رہ گئی ہے جو صحابہ جیسی مقدس جماعت کے سر منڈھی نہیں گئی ہے۔

خمینی نے یہ نقشہ اس جماعت کا پیش کیا ہے جس نے براہ راست صاحب خلق عظیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے اور جس کی تعلیم و تربیت اس معلم اخلاق کی زیر نگرانی تکمیل کو پہنچی ہے جو دنیا میں اپنی تشریف آوری کا مقصد ہی یہ بیان کرتا ہے : بعثت لا تمم مکارم الاخلاق : میں اخلاق حسنہ

---

[۱] کشف الاسرار، ص ۱۳۳ ،

کی تکمیل کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں ۔ کیا تلامذہ کی اس اخلاقی پستی گراوٹ کا الزام (خاکم بدہن) خود استاذ کی محترم و معصوم ذات پر نہیں آئیگا ؟ کیا پوری جماعت صحابہ کے علم و اخلاق کی زبوں حالی کا یہ لازمی نتیجہ نہ ہوگا کہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقصد بعثت کو پورا نہیں کر سکے اور اس دنیا سے ناکام گئے ؟ استغفر اللہ استغفر اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ خمینی اپنی ان ہرزہ سرائیوں کے ذریعہ نہ صرف جماعت صحابہ کو بے وقعت بنانا چاہتے ہیں بلکہ خود قصر رسالت کو منہدم کرنے کے درپے ہیں تاکہ اس کے ملبہ پر خمینیت کی منحوس عمارت کھڑی کر سکیں۔

حضرت معاویہ اور انکی حکومت پر سیدھا حملہ

صحابی رسول، کاتب وحی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خمینی ... دنیاوی حکمرانوں کا درجہ دینے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں اور نہ ان کی حکومت کو کسی بھی حیثیت سے اسلامی حکومت سمجھتے ہیں، چنانچہ ان کی حکومت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ولم تکن حکومة معاویة تمثل الحکومة الاسلامیة او تشبهها من قریب ولا من بعید .[۱]	معاویہ کی حکومت اسلامی حکومت سے ساتھ نہ قریب کی مشابہت و مماثلت رکھتی تھی اور نہ بعید کی۔

اور خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ومعاویة ترأس قومه اربعین عاما ولکنه لم یکسب لنفسه سوی لعنة الدنیا وعذاب الآخرة .[۲]	معاویہ نے اپنی قوم پر چالیس سال حکومت کی لیکن اپنے لئے دنیا کی لعنت اور آخرت کے عذاب کے سوا کچھ نہ حاصل کیا

---

[۱] الحکومة الاسلامیة ۔ ص ۷۱ ۔ [۲] الجهاد الاکبر (جهاد النفس) ص ۱۸۔

خمینی کی یہ جسارت قلم اس صحابیٔ رسول اور کاتب وحی ربانی کی شان میں ہے جس کے واسطے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ علّم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب[1]

اے اللہ معاویہ کو حساب وکتاب کا علم عطا فرما اور انھیں عذاب سے محفوظ رکھ اور جس کی حکومت کے بارے میں خود حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا یہ فیصلہ ہے۔

ایھا الناس! لاتکرھوا امارۃ معاویۃ فانکم لو فقدتموہ رأیتم الروس تندرعن کواھلھا کانھا الحنظل[2]

اے لوگو معاویہ کی حکومت کو ناپسند مت کرو کیونکہ اگر تم نے انھیں کھودیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جس طرح حنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔

ایرانی فوج کا جذبۂ قربانی صحابہ سے بڑھا ہوا ہے

خمینی اپنے جمعہ کے خطبہ میں ایران عراق جنگ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: شوقِ شہادت میں ایرانیوں نے جتنی قربانیاں پیش کی ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ہے، عراق کے ساتھ لڑائی میں ایرانی افواج نے ایسی بے مثال قربانیاں دی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صحابہ نے بھی ایسی قربانی پیش نہیں کی کیونکہ کفار کے ساتھ لڑائی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کو بلاتے تو وہ حیلے بہانے کرتے تھے جبکہ میری افواج اشارۂ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار رہتی ہے[3]

---

[1] الاستیعاب تحت الاصابہ ج۳ ص ۳۸۱۔ [2] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۳۱ طبع مصر
[3] خطبہ جمعہ قم ایران بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی نومبر ۱۹۸۲ء۔

خلاصۂ کلام

ناظرین کی سہولت کی غرض سے خمینی کی مندرجہ بالا عبارتوں کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما) دیدہ و دانستہ قرآن کی مخالفت کرتے تھے، اور یہ ان کے نزدیک ایک معمولی کام تھا۔

(۲) احکام خداوندی سے کھلواڑ کرتے تھے۔

(۳) تحلیل و تحریم (حرام اور حلال کرنے کا کام) کا اختیار اپنے ہاتھوں میں رکھا ہوا تھا۔

(۴) یہ دونوں احکام خداوندی سے بھی اچھی طرح واقف نہیں تھے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر فاطمہ زہرا اور ان کی اولاد پر طرح طرح کے ظلم وستم کیے۔

(۶) یہ سچے دل سے ایمان نہیں لائے تھے محض حکومت کی ہوس میں انھوں نے ظاہری طور پر اسلام کو قبول کر لیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے آپ کو چپکا رکھا تھا۔

(۷) اسلامی حکومت پر اپنا تسلط قائم کرنے کی غرض سے یہ شروع ہی سے سازش میں لگے رہتے تھے اور اس مقصد کے لئے ایک الگ سے پارٹی بنا رکھی تھی۔

(۸) بالفرض اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں حضرت علی کی خلافت و امامت کی تصریح بھی کر دیتے جب بھی یہ اپنے منصوبہ سے باز نہ آتے اور خدائی فرمان سے بے نیاز ہو کر اپنے مقصد برآری کے لئے ہر طرح کا داؤ پیچ کام میں لاتے

(۹) اگر اپنے مقصد کیلئے انھیں قرآن میں تحریف کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو یہ حرکت بھی کر گذرتے۔

(۱۰) اپنے مقصد کو پورا کرنے کیلئے اگر انھیں حدیث گھڑنے کی ضرورت پڑتی تو یہ بھی کر لیتے چنانچہ حضرت فاطمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث سے محروم کرنے کے لئے ابوبکر نے ایسا ہی کیا تھا۔

(۱۱) اگر حضرت علی کی ولایت پر صراحت کے ساتھ کوئی آیت نازل ہو جاتی تو یہ کہدیتے کہ اس آیت کے نازل کرنے میں خدا سے غلطی ہو گئی ہے یا اس کی تبلیغ میں جبرئیل یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوک گئے ہیں۔

(۱۲) عمر تو اندر سے زندیق کافر تھے (نعوذ باللہ استغفر اللہ)

(۱۳) شیخین اور ان کی پارٹی کے افراد کو اگر یہ اندازہ ہو جاتا کہ اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے اسلامی اقتدار پر ان کا تسلط ممکن نہیں تو اعلانیہ طور پر اسلام سے اپنا رشتہ توڑ لیتے اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہو جاتے

(۱۴) عثمان غنی تو چیا و بجی (ظالم و مجرم) تھے حضرت معاویہ کا حال بھی یہی ہے

(۱۵) عام صحابہ یا تو شیخین کی خفیہ پارٹی میں شریک تھے یا اس قدر بزدل اور ڈرپوک تھے کہ ان کے خلاف ایک حرف بھی زبان پر نہیں لا سکتے تھے۔

(۱۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام صحابہ خدا و رسول کی تعلیمات سے ناواقف، خطا کار، خائن، دروغ پرداز، ظلم پیشہ، مفاد پرست اور خدا و دین خدا کے مقابلے میں اپنے مفاد کو ترجیح دینے والے تھے

(۱۷) امیر معاویہ کا دور حکومت اسلامی حکومت سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتا

(۱۸) امیر معاویہ نے اپنے چالیس سالہ دور امارت و حکومت میں دنیا کی لعنت اور آخرت کے عذاب کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔

(۱۹) صحابۂ کرام کا جذبہ شہادت ایرانی فوج کے جذبہ شہادت قربانی سے بدرجہا کم تھا۔

(۲۰) صحابہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں آنا کانی کرتے تھے۔

خمینی کے نزدیک یہ ہے تصویر اس مقدس جماعت کی جس کی تعلیم وتربیت، تزکیہ وتطہیر براہ راست رسولِ خدا نے فرمائی تھی، جو قرآن وحدیث کی اولین راوی ہے اور جو رسول اور امت کے درمیان پہلی کڑی کی حیثیت رکھتی ہے، اس جماعت کی یہ تصویر جو خمینی اور ان کے مستند علماء پیش کرتے ہیں کیا اسے صحیح تسلیم کر لینے کے بعد قرآن وحدیث کی حقانیت اور سند قابل اعتماد رہ سکتی ہے؟ اسی لئے امام ابوزرعہ الرازی متوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔

اذا رأیت الرجل ینتقص احدا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق، لان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق والقرآن حق وانما ادی الینا ھذا القرآن والسنن اصحاب رسول اللہ وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولی وھم زنادقہ۔

جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابۂ کرامؓ میں سے کسی کی بھی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ زندیق ہے اسلئے کہ قرآن برحق ہے، رسول برحق ہیں اور قرآن وسنت کو ہم تک پہنچانے والے یہی صحابہ ہیں تو جو لوگ صحابہ کو مجروح کرتے ہیں وہ قرآن وحدیث کو باطل ٹھہرانا چاہتے ہیں لہذا خود انھیں مجروح کرنا زیادہ مناسب ہے اور یہ لوگ زندیق ہیں

خمینی کی ان ہفوات کے بعد آیئے دیکھیں کہ اس مقدس جماعت کے بارے میں خدائے علام الغیوب والسرائر اور اس کے پاک رسول کے کیا ارشادات ہیں جس سے خمینی ازم کی حقیقت منکشف ہو کر سامنے آجائے گی۔

الصحابة فی القرآن

صحابہ جس مقدس جماعت کا نام ہے وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں ہے بلکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام ومرتبہ کے مالک ہیں اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں انھیں یہ امتیاز اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے عطا ہوا ہے ذیل میں اس امتیاز وخصوصیت کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

(۱) السابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھر خالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم۔

اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق اور مقدم ہیں (اور بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان سب کیلئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقے بیان کئے گئے ہیں ایک سابقین اولین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور ان کیلئے جنت کا مقام دوام ہے، سابقین اولین کون لوگ ہیں اس پر بحث کرتے ہوئے

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

ذھب جمہور العلماء الی ان السابقین فی قولہ تعالیٰ و السابقون الاولون من المہاجرین والانصار ھم ھٰؤلاء الذین انفقوا من قبل الفتح وقاتلوا واھل بیعۃ الرضوان کلھم منھم وکانوا اکثر من الف واربعمائۃ وقد ذھب بعضھم الی ان السابقین الاولین ھم من صلی الی القبلتین وھذا ضعیف

جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہ کرام داخل ہیں جنھوں نے قبل الفتح اپنی جان و مال کے ذریعہ جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں جن کی تعداد چودہ سو سے اوپر تھی، بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین وہ لوگ ہیں جنھوں نے دونوں قبلہ کی جانب نماز ادا کی مگر یہ قول ضعیف ہے۔[1]

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے تمام صحابہ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ"، جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں داخل ہوگا۔ اس آیت پاک سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین وانصار میں سے تمام سابقین اولین اور ان کے بعد صحابیت کا شرف حاصل کرنے والے تمام صحابہ کرام دوامی طور پر جنتی ہیں جن میں بلا ریب خلفائے اربعہ بھی داخل ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے جب اسکے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط

---

[1] منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ مکہ مکرمہ

ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی اور فلاں وقت میں گناہ صادر ہوگا، اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنادیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہوگیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف کردی گئیں، لہٰذا اب کسی شخص کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن وطعن کرنا جناب باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مرادف ہوگا اس لئے کہ ان پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو گنہ گار ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے کیسے جنتی بنادیا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے[1]

(۲) ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ علیم حکیم ۰

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں مزین کردیا اور کفر، فسق اور نافرمانی کو تمہارے لئے ناپسند کردیا ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل ونعمت سے ہدایت یافتہ ہیں اور اللہ خوب جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرام رض کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر وفسق اور نافرمانی سے نفرت وکراہیت منجانب اللہ راسخ کردی گئی تھی اور لفظ الیٰ سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ ایمان کی محبت اور کفر وغیرہ سے کراہیت انتہا درجے کو پہنچی ہوئی تھی کیونکہ "الیٰ" عربی میں انتہا اور غایت کا معنی بیان کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے، نیز اسی آیت پاک سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے جو لغزشیں صادر ہوئی ہیں وہ وصف ایمان اور فسق وعصیان کو مستحسن سمجھتے ہوئے صادر نہیں ہوئی ہیں بلکہ انکا صدور

---

[1] فضائل صحابہ واہل بیت، ص ۲۰۶

بتقاضائے بشریت ہوا ہے، اس لئے ان زلات اور لغزشوں کو بنیاد بنا کر ان کی شان میں لعن طعن کرنا اور ان کے بارے میں تنقید و تنقیص کا رویہ اختیار کرنا جہالت و زندقہ ہے۔

(۳) والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اٰووا ونصروا اولئک ھم المؤمنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے انھیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق ہے۔

اسی سورہ کے شروع میں ارشاد خداوندی ہے۔

الذین یقیمون الصلوۃ و مما رزقنٰھم ینفقون اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم۔

وہ لوگ جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہم نے ان کو جو روزی دے رکھی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں وہی سچے مسلمان ہیں ان کے واسطے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ حضرات مہاجرین و انصار کے اعمال ظاہرہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد وغیرہ قطعی طور پر نفاق و مکر کی بناء پر نہیں تھے ان کا ایمان اللہ کے نزدیک متحقق وثابت تھا اس لئے حضرات صحابہ بالخصوص خلفائے ثلثہ کی جانب نفاق کی نسبت کرنا خدائے بزرگ و برتر کیساتھ معارضہ کرنا ہے

(۴) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں (اے مخاطب)

سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ و اجرا عظیما۔

تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدے میں ڈھونڈتے ہیں اللہ کے فضل اور اس کی خوشی کو ان کی نشانی سجدوں کے اثر سے ان کے چہرے پر نمایاں ہے یہ شان ہے ان کی توراۃ میں اور انجیل میں ان کی شان ہے جیسے کھیتی نے نکالا بنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا اپنی جڑ پر بھلا لگتا ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے اس سے جی کافروں کا وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لاتے ہیں اور کئے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا۔

امام قرطبی اور عامۂ مفسرین کہتے ہیں کہ "والذین معہ" عام ہے اس میں تمام صحابۂ کرام داخل ہیں۔ اس آیت کریمہ میں تمام صحابہ کی عدالت، ان کی پاکبازی اور مدح و ثنا خود مالک کائنات نے فرمائی، ابو عروہ زبیری کہتے ہیں کہ ایک دن امام مالک کی مجلس میں ایک شخص کے متعلق یہ ذکر آیا کہ وہ صحابۂ کرام کو برا کہتا ہے امام مالک نے یہ آیت لیغیظ بھم الکفار تک تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ جس شخص کے دل میں اصحاب رسول میں سے کسی کے متعلق غیظ ہو وہ اس آیت کی زد میں ہے یعنی اسکا ایمان خطرہ میں ہے کیونکہ آیت میں کسی صحابی سے غیظ کفار کی علامت قرار دی گئی ہے۔

(۵) للفقراء المھاجرین (اور مال غنیمت حق) ان مفلس مہاجرین

الذین اخرجوا من
دیارھم و اموالھم
یبتغون فضلا من اللّٰہ
ورضوانا و ینصرون
اللّٰہ ورسولہ اولئک
ھم الصادقون ۰ والذین
تبوء الدار والایمان من
قبلھم یحبون من ھاجر
الیھم ولا یجدون فی
صدورھم حاجۃ مما
اوتوا و یؤثرون علی
انفسھم ولو کان بھم
خصاصۃ ومن یوق شح
نفسہ فاولئک ھم المفلحون
والذین جاؤا من بعدھم
یقولون ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین امنوا
انک رؤف رحیم ۰

کا ہے جو جدا کر دیئے گئے ہیں اپنے گھروں
سے اور اپنے مالوں سے وہ اللہ کے فضل
اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ
اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کر
ہیں یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں
ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام میں
اور ایمان میں ان مہاجرین سے پہلے قرار
پکڑے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے
آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں
مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ
لوگ اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں
اور (مہاجرین کو) اپنے سے مقدم رکھ
ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور واقعی
شخص طبیعت کے بخل سے محفوظ
جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے
(اور) ان لوگوں کا بھی اس مال فئی میں حق
ہے) جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب
ہمکو بخشدے اور ہمارے ان بھائیوں
کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں
اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کیطرف
سے کینہ نہ آنے دیجئے اے ہمارے رب
آپ بڑے شفیق و رحیم ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت کے تمام موجود اور آئندہ آنے والے مسلمانوں کو تین طبقوں میں تقسیم کر کے ہر طبقہ کا الگ الگ ذکر کیا ہے، پہلا مہاجرین کا طبقہ ہے جنھوں نے محض اللہ اور اسکے رسول کے لئے ہجرت کی کسی دنیوی غرض کے لئے ان کی ہجرت نہیں تھی، جیسا کہ خود باری تعالیٰ ان کی شان میں فرمارہے ہیں اولئک ھم الصادقون۔ یعنی یہ حضرات اپنے قول ایمان اور فعل ہجرت میں سچے ہیں، دوسرا طبقہ حضرات انصار کا ہے جن کے صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان پر حسد نہیں کرتے ہیں، ان صفات کے ذکر کے بعد فرمایا: فاولئک ھم المفلحون۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں، تیسرا طبقہ ان مؤمنین کا ہے جو مہاجرین وانصار کے بعد قیامت تک آنے والا ہے۔ اس طبقے کے بارے میں فرمایا کہ یہ مہاجرین وانصار کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس بات کی بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے دلوں میں ان کی طرف سے کینہ وعداوت نہ ڈالئے۔ یقیناً آپ مہربان اور رحمت کرنے والے ہیں، لہذا اپنے فضل ورحمت سے ہماری دعا قبول کیجئے، ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ فلاح پانے والے وہی لوگ ہیں جو حضرات مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں طعن وتشنیع نہیں کرتے کیونکہ طعن وتشنیع تقاضائے محبت کے خلاف ہے، جس سے معلوم ہوا کہ خلفائے اربعہ جو مہاجرین اولین میں یقینی طور پر شامل ہیں کی محبت فلاح کی ضامن اور ان سے بغض وعناد خسران کا سبب ہے؛ اسی طرح تیسری آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرات صحابہ کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں، اور

ان سے بغض وعناد کو برا سمجھتے ہوئے اس سے محفوظ رہنے کی بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے ہیں، وہی زمرۂ مؤمنین میں داخل ہیں۔ اس کے برعکس جو گروہ اس مقدس جماعت سے محبت کے بجائے عداوت رکھتا ہے، اور ان کے حق میں دعائے خیر کے بجائے لعن وطعن کی زبان دراز کرتا ہے وہ اہل اسلام کے زمرے سے خارج ہے کیونکہ ان آیات میں مستحقین غنیمت کے جن تین طبقوں کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا یہ لعن وطعن کرنے والے ان سے خارج ہیں۔

اس موقع پر بغرض اختصار ان پانچ آیات پر اکتفا کیا جا رہا ہے ورنہ قرآن مجید میں حضرات صحابہ کے فضائل ومزایا سے متعلق سینکڑوں آیات ہیں۔

الصحابۃ فی الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام بالخصوص حضرات خلفائے ثلاثہ ابوبکر، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب اور مزایا، خصوصیات اس کثرت وشدت اور تواتر وتسلسل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں کہ ان سب کو جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور نہ اس موقع پر اس کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ان بے شمار احادیث میں سے چند کو یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلے ان احادیث کو پیش کیا جائیگا جن سے پوری جماعت صحابہ کی منقبت وفضیلت ثابت ہوتی ہے پھر خلفائے ثلٰثہ کے فضائل میں وارد احادیث ذکر کی جائیں گی۔

(۱) عن جابرؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین (رواہ البزار بسند رجالہ موثقون)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرات انبیاء ومرسلین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو تمام انسانوں وجناتوں پر فضیلت دی ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جمیع حضرات صحابہ اللہ تعالیٰ کے منتخب وبرگزیدہ ہیں نبیوں اور رسولوں کے بعد انسانوں اور جناتوں میں سے کوئی بھی ان کے مقام ومرتبہ کو نہیں پاسکتا۔

(۲) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی فی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کا

امتی کالملح فی الطعام لایصلح الطعام الا بالملح ۔ (مشکوٰۃ شریف)	مقام ایسا ہے جیسے کھانے میں نمک، کہ کھانا بغیر نمک کے بہتر نہیں ہوتا۔

اس ارشاد عالیہ کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کے سامنے صحابۂ کرام کی اہمیت ایک مثال کے ذریعہ سے واضح فرمائی ہے، کہ جس طرح لذیذ سے لذیذ تر کھانا بے نمک کے پھیکا اور بے مزہ ہوتا ہے بعینہٖ یہی حال امت کا ہے کہ اس کی صلاح وفلاح اور اس کا تمام شرف ومجد انھیں مجلسِ کی مقدس جماعت کا مرہون منت ہے۔ اگر اس جماعت کو درمیان سے الگ کر دیا جائے تو امت کے سارے محاسن وفضائل بے حیثیت ہو جائیں گے۔

(۳) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم فلا ادری ذکر قرنین او ثلاثۃ۔ (بخاری ومسلم وغیرہ)	انسانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، پھر ان کا جو اس سے متصل ہیں، راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ متصل لوگوں کا ذکر دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ۔

اگر نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے "ثم الذین یلونہم" کو صرف دو مرتبہ ذکر کیا ہے تو دوسرا قرن (زمانہ) صحابہ کا اور تیسرا تابعین کا ہے اور اگر اس جملہ کو تین بار فرمایا ہے تو چوتھا دور تبع تابعین کا بھی اس میں شامل ہوگا، بہرحال اس ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے متعین طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی کے بعد سب سے بہتر زمانہ صحابۂ کرام کا ہے، اصابہ کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:۔ "وتواتر عنہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ جس

سے معلوم ہوگیا کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث متواتر ہے جس سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

ان تین حدیثوں کے بعد وہ احادیث نقل کی جارہی ہیں جو خاص طور پر خلفاء ثلٰثہ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

(۱) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابوبکر و عمر سید اکھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین (رواہ احمد والترمذی)

حضرت صدیق وفاروق نبیوں اور رسولوں کے علاوہ درمیانی عمر کے تمام اگلے و پچھلے جنتیوں کے سردار ہیں

اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صدیق اکبر و فاروق اعظم تمام لوگوں سے افضل ہیں، یہی بات قرآن پاک اور دیگر احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین سے بھی ثابت ہے اور اسی پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے، اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے "من فضلنی علی ابی بکر و عمر جلدتہ حد المفتری" جو مجھے ابوبکر و عمر پر ترجیح اور فضیلت دے گا میں اس پر افتراء پردازی کی حد (سزا) جاری کروں گا۔ اسی معنی کی ایک اور روایت کتاب الآثار لامام ابی یوسف میں بھی ہے

(۲) ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقتدوا من بعدی ابی بکر و عمر فانھما حبل اللہ ممدود و من تمسک بھما فقد تمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا (رواہ الطبرانی)۔

میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتدا کرو کیونکہ کیونکہ یہ دونوں اللہ کی دراز شدہ رسی ہیں جس نے ان دونوں کو پکڑ لیا اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا۔

حبل اللہ سے مراد دین الٰہی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا" میں اسی جانب اشارہ کیا گیا ہے، یعنی سب لوگ مل کر اللہ کے دین کو قوت اور مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو، اور "عروۃ الوثقیٰ" سے بھی دین خداوندی ہی مراد ہے چنانچہ قرآن کا ارشاد ربانی ہے "فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ" اس نے مضبوط حلقہ یعنی دین اسلام کو تھام لیا، اس تفصیل و تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا طریقہ معیار دین ہے اور ان کے طریقے پر چلنا درحقیقت دین اسلام پر چلنا ہے

(۳) ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ (رواہ الترمذی واحمد) — لاریب کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کے زبان اور دل پر رکھدیا ہے۔

بعض روایتوں میں "جعل" کے بجائے "وضع" کا لفظ ہے۔ امام ترمذی نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کی ہے اور امام داؤد اور امام حاکم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کنا نبعد ان السکینۃ علی لسان عمر" ہم صحابہ اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان لسان الغیب کی ترجمان ہے، چنانچہ ۲۶ ر احکام شرعیہ کا آپ کے قول کے مطابق نازل ہونا اس حدیث کی صداقت پر خدائی شہادت ہے۔

(۴) لکل نبی رفیق ورفیقی فیہا عثمان۔ (رواہ الترمذی) — ہر نبی کیلئے جنت میں ایک ساتھی ہے اور میرے جنت کے رفیق عثمان ہیں۔

اس حدیث سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نہ صرف جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ ان کی بلندی درجات پر بھی یہ حدیث دلالت کر رہی ہے۔

(۵) امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی تیاری اور سامان جنگ کی فراہمی کا کام شروع فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک ہزار اشرفی لیکر خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور آپ کی گود میں ڈال دیا۔ راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فرطِ مسرت سے) ان اشرفیوں کو الٹ پلٹ رہے تھے۔ اور زبان وحی ترجمان پر یہ الفاظ جاری تھے: ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین۔ عثمان آج کے بعد جو کچھ بھی کرینگے وہ ان کے لئے مضرت رساں نہیں ہوگا آپ نے اس جملہ کو بطور تاکید دو مرتبہ فرمایا۔

اس حدیث پاک میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صدقہ کی قبولیت کی بشارت کے ساتھ ان مخالفین اور ناقدین کے خیالات کی تردید بھی فرمادی گئی ہے جو مفسدین کی افتراپردازیوں سے متاثر ہوکر یا اپنی کج روی کے زیر اثر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شان میں طعن وتشنیع کرتے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ ان تمام اتہامات سے پاک اور بری ہیں جو معاندین ان پر ناحق تھوپ رہے ہیں یعنی بالغرض یہ باتیں اگر کسی حد تک ثابت بھی ہوجائیں تو آپ کی عظمت شان اور کثرتِ طاعات کی بنا پر کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔

اللہ اور رسول کے ان فرمودات میں صحابہ کرام کے ایمان واخلاص اور فضائل ومناقب کی جو تصویر پیش کی گئی ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے ان قدسی صفات ہستیوں کے بارے میں خمینی کی ہرزہ سرائیوں کو ایکبار پھر پڑھ جائیے اسکے بعد خود فیصلہ کیجئے کہ قرآن وحدیث کے علی الرغم جس فرد یا جماعت کے خیالات وعقائد حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق اس طرح کے ہوں کیا ایمانی تقاضوں کو باقی رکھتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی انکے ساتھ اتحاد عمل ممکن ہے؟ اور کیا اس کے عسکری اور فوجی غلبہ کو اسلامی انقلاب کہنا درست ہے؟

صحابہ کی تنقیص کرنے والا علمائے امت کی نظر میں

آیت کریمہ "محمد رسول اللہ والذین معہ" الخ کی تفسیر کے ذیل میں معلوم ہو چکا ہے کہ امام مالک نے "لیغیظ بھم الکفار" کے پیش نظر فرمایا کہ حضرات صحابہ سے بغض رکھنے والے اس آیت کی زد میں ہیں۔ یعنی کافر ہیں، نیز امام ابوزرعہ رازی اور مسند ہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی رائے بھی گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

اب ذیل میں چند اور علمائے محققین کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

(۱) اصطخری بیان کرتے ہیں کہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔

یا ابا الحسن اذا رأیت احدا یذکر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسوء فاتہمہ علی الاسلام[1]

اے ابوالحسن جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ صحابہ کا ذکر برائی سے کرتا ہے تو اسکے اسلام کو مشکوک سمجھو۔

(۲) عمدۃ المفسرین محقق ابن کثیر لکھتے ہیں۔

یا ویل من ابغضھم او سبھم او سب بعضھم .... فاین ھؤلاء من الایمان بالقرآن اذ یسبون من رضی اللہ عنھم[2]

عذاب الیم ہے ان لوگوں کیلئے جو حضرات صحابہ سے یا ان میں بعض سے بغض رکھے یا انھیں برا بھلا کہے ایسے لوگوں کا ایمان بالقرآن سے کیا واسطہ جو ان حضرات کو برا کہتے ہیں جن سے اللہ نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔

(۳) علامہ ابن تیمیہ اپنی مشہور تصنیف الصارم المسلول میں لکھتے ہیں۔

---

[1] مقام صحابہ، ص
[2] مقام صحابہ، ص ۴۳۔

وقال القاضی ابو یعلیٰ الذی علیہ الفقہاء فی سب الصحابۃ ان کان مستحلا لذلک کفر وان لم یکن مستحلا فسق[1]

قاضی ابو یعلیٰ نے کہا ہے کہ اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ جو شخص صحابہ کی برائی کو حلال وجائز سمجھتے ہوئے ان کی برائی کرے وہ کافر ہے اور جو حلال نہ سمجھتے ہوئے انہیں برا بھلا کہے وہ فاسق ہے

(۴) علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔

ان من فضل علیا علی الثلاثۃ فمبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق او عمر رضی اللہ عنہما فہو کافر[2]

جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلثہ (صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ اور عثمان غنیؓ) پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو شخص حضرت ابوبکر یا حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے

(۵) فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنہما العیاذ باللہ فہو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ وجہہ علی ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یکون کافرا الا انہ مبتدع

رافضی جب شیخین کو برا بھلا اور لعن طعن کرتا ہو تو کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دیتا ہے تو کافر نہیں ہو گو ہاں مبتدع یعنی بدعتی قرار پائیگا

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے تنقیص صحابہ کے متعلق ایک نہایت قیمتی اور قابل قدر نکتہ تحریر فرمایا جو قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے اسی نکتہ پر یہ بحث ختم کیجاتی ہے، لکھتے ہیں۔

دریں جا دقیقہ باید دانست کہ سب وطعن انبیا از یں جہت کفر وحرام

---

[1] الصارم المسلول، ص ۵۷۰ - [2] فتح القدیر ج ۱۳، ص ۳۰۴ -

ست کہ وجہ سب یعنی معاصی و کفر دریں بزرگاں یافتہ نمی شود، و موجبات تعظیم و توقیر و ثنا بر حسن بو فور موجود دارند و چوں جماعہ باشند از مومنین کہ اسباب تعظیم داشتہ باشند و گناہان ایشاں را مغفرت و تکفیر بنص قرآن ثابت شدہ باشد بالیقین ایں ہم در حکم انبیاء خواہند بود در حرمت سب و تحقیر و اہانت و بد گفتن. نہایت کار آنکہ انبیاء را اسباب تحقیر موجود نیست و اینہا را بعد از وجود معدوم شد و معدوم بعد الوجود چوں معدوم اصلی است دریں باب و لہذا تائب را بگناہ ہو تعییر کردن حرام است و عوام امت غیر از صحابہ ایں مرتبہ ندارند کہ تکفیر سیأت و مغفرت گناہاں ایشاں ما بالقطع از وحی و تنزیل معلوم شدہ باشد و قبول طاعات و تعلق رضائے الٰہی باعمال ایشاں بالتخصیص متیقن شدہ باشد پس فرقہ صحابہ برزخ اند درمیان انبیاء و امتیاں و لہذا مذہب منصور ہمیں است کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ ایشاں نمی رسد ایں نکتہ را بالمیت آں در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس ست [1]

اس موقع پر یہ نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات انبیاء کی برائی اور انکی شان میں طعن جو۔۔۔ وجہ سے حرام و کفر ہے کہ طعن کا سبب یعنی گناہ اور کفران بزرگوں میں پائے نہیں جاتے اور تعظیم و توقیر اور تعریف و توصیف کے اسباب ان حضرات میں پورے طور پر موجود ہیں اور جب مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت ہو جس کے اندر تعظیم کے اسباب موجود ہوں اور اسکے گناہوں کی مغفرت نص قرآنی سے ثابت ہو گئی ہو تو یقینی طور پر اس جماعت کی برائی اہانت اور تحقیر انبیاء کی اہانت و تحقیر کے حکم میں ہو گی بس صرف فرق یہ ہو گا کہ حضرات انبیاء میں اسباب تحقیر سرے سے موجود نہیں ہیں اور اس جماعت میں یہ اسباب پائے جانے کے بعد ختم ہو گئے گناہوں کے وجود کے بعد ان کا مغفرت وغیرہ کے ذریعہ معدوم اور ختم ہو جانا

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ. ص ۳۲۹

معدوم اسی کے حکم میں ہے (یعنی مغفرت کے بعد مغفور ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ اس سے گناہ سرزد ہی نہیں ہوا ہے) اسی بنا پر گناہ سے توبہ کر لینے والے کو اسکے سابقہ گناہ پر عار دلانا حرام ہے۔ اور پوری امت میں صرف صحابہ کو یہ مرتبہ حاصل ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش کو قطعی اور یقینی علم ہمیں وحی ربانی اور کلام الٰہی سے معلوم ہو گیا ہے اور ان کی طاعات (و عبادات) کی قبولیت اور انکے اعمال کے ساتھ اللہ کی رضا کا تعلق بھی متیقن ہو چکا ہے، لہٰذا حضرات انبیاء کی طرح صحابۂ کرام کی تنقیص، اہانت اور ان کی برائی حرام و کفر ہو گی، جماعت صحابہ انبیاء اور امتیوں کے درمیان برزخ (بیچ کی کڑی) ہیں اسی بنا مذہب منصور یہی ہے کہ غیر صحابی خواہ کتنا ہی مطیع و متقی کیوں نہ ہو صحابہ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، اس نکتہ کو سکی لم و علت کیساتھ دل نشین کر لینا چاہئے کہ بہت ہی خوب ہے

علمائے امت کی ان تصریحات کے آئینہ میں خمینی اور ان کے ہم نواؤں کو اپنا چہرہ دیکھنا چاہئے، کیا اسلام کے اولین فداکاروں اور محبوب رب العالمین کے جاں نثاروں کو العیاذ باللہ منافق و مرتد، خائن و غدار کہنے والوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ "وحدت اسلامیۃ لا شیعۃ و لا سنیۃ" کا منافقانہ نعرہ بلند کریں؟ نیز اسلامی جماعت کے ان منکروں کو بھی ان تصریحات کی روشنی میں اپنے زاویۂ فکر و نظر کو درست کر لینا چاہئے جو آج بھی کعبۃ اللہ کے تقدس کو پامال کرنے والے خمینیوں کو شہید کی اعزازی ڈگری دے رہے ہیں۔

نظریۂ ولایتِ فقیہ

خمینی نے اپنے اس نظریہ کے اثبات وتشریح کے لئے "الحکومۃ الاسلامیہ" (ولایت فقیہ) کے نام سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحے کی ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ اس نظریہ کا حاصل مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ امام غائب یعنی مہدی موعود کے زمانۂ غیبت میں فقیہ عادل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ امام غائب کے نائب کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کرے اور جب کوئی باصلاحیت فقیہ اس مقصد کے لئے جدوجہد کا آغاز کردے تو معاشرے اور حکومت کے جملہ معاملات میں وہ امام اور رسول کی طرح واجب الاطاعت ہوگا۔ چنانچہ خمینی الحکومۃ الاسلامیہ میں لکھتے ہیں۔

واذا نهض بامر تشكيل الحكومة فقيه عالم عادل فانه يلي من امور المجتمع ما كان يليه النبي (ص) منهم ووجب على الناس ان يسمعوا له ويطيعوا ويملك هذا من امر الادارة والرعاية والسياسة

جب کوئی عالم وعادل فقیہ (مجتہد) حکومت کی تشکیل کے لئے اٹھ کھڑا ہو تو وہ معاشرے واجتماعی معاملات میں ان تمام امور واختیارات کا مالک ہوگا جو نبی کے زیر اختیار تھے اور تمام لوگوں پر اس کی سمع وطاعت واجب ہوگی اور یہ صاحب اقتدار فقیہ حکومتی نظام سماجی مسائل کی ست کی سیاست کے جملہ معاملات

...لناس ما کان یملکه کا اسی طرح مالک و مختار ہوگا جس طرح
الرسول (ص) وامیرالمؤمنین رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امیرالمومنین
مالک و مختار تھے۔
ع[1]

اسی کتاب میں آگے چل کر اس نظریہ کی تشریح یوں کی ہے۔

ان الفقہاء ہم اوصیاء یقیناً فقہاء (مجتہدین) ائمہ کی عدم
الرسول (ص) من بعد الائمۃ موجودگی اور ان کی غیبت کے زمانہ میں
وفی حال غیابہم وقد رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصی ہیں
کلفوا بالقیام ما کلف الائمۃ اور ان تمام امور کی انجام دہی کے مکلف
(ع) بالقیام بہ عہ ہیں جس کے ائمہ مکلف تھے۔

گذشتہ سطور میں یہ بات گذر چکی ہے کہ خمینی عقیدہ کے مطابق ان کے ائمہ کائنات کے ذرّے ذرّے پر متصرف ہیں اور پوری دنیا ان کے زیر اقتدار ہے۔ نیز ائمہ خدا ورسول کی طرح مفترض الطاعت ہیں ہر فرد بشر پر بلا چون وچرا ان کی پیروی وفرمانبرداری فرض اور ضروری ہے، اور ولایت فقیہ کے نظریہ سے یہ ثابت ہورہا ہے کہ ائمہ کی عدم موجودگی یا ان کی غیبت کے زمانہ میں فقیہ عالم عادل (مجتہد) ائمہ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کے تمام اختیارات کا مالک ہوگا، تو اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلے گا کہ فقیہ عادل کا اقتدار کائنات کے ذرّے ذرّے پر ہے اور اس کی اطاعت اور پیروی بھی خدا ورسول کی اطاعت کی طرح فرض ہے، اور اس کی اطاعت سے روگردانی کرنے والا خدا اور رسول کی اطاعت سے انحراف کرنے والے کی طرح کافر، فاسق یا کم از کم مفسد ضرور ہوگا خمینی نے پہلے تو اپنے ائمہ کو خدا ورسول کے درجے پر پہنچایا تھا اور اب اس

لہ الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۴۹۔ عہ الحکومۃ الاسلامیۃ ص ۷۵۔

نظریۂ ولایت فقیہ کے ذریعہ خود اپنے آپ کو اور ہر فقیہ عالم وعادل یعنی مجتہد کو خدائی اختیارات دے دیا ہے۔

خمینی کی جسارت اور بیبا کی ملاحظہ کیجئے کہ اپنے اس خالص کیتھولک مسیحیوں کے نظریۂ پاپائیت کو اسلام میں ٹھونسنے کے لئے ایک حدیث سے استدلال کا ڈھونگ بھی رچاتے ہیں تاکہ عوام کالانعام حدیث رسول کا نام سن کر اس یکسر باطل نظریہ کے آگے سر تسلیم جھکا دیں اور انھیں اپنے سیاسی اقتدار عام کا جواز حاصل ہوجائے۔

خمینی کا استدلال

اپنے اس قطعی باطل نظریہ کو بزعم خویش مدلل کرنے کی غرض سے وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

قال صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارحم خلفائی ثلاث مرات۔ قیل من خلفاءک؟ قال: الذین یروون احادیثی وسنتی فیعلمونہا الناس من بعدی۔	نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما آپ سے پوچھا گیا آپ کے خلفاء کون لوگ ہیں؟ فرمایا جو لوگ میری احادیث وسنت کی روایت کریں گے اور میرے بعد لوگوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

خمینی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اس حدیث کے مصداق وہ حضرات ہیں جو اللہ کے احکام کو اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں، انھیں معالم دین کی رہنمائی کرتے ہیں، ان کی صحیح اسلامی تربیت کرتے ہیں اور ان امور کی انجام دہی میں یہ حضرات اس مقام پر فائز ہوتے ہیں جس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائبین ائمہ ہدیٰ قائم تھے۔ یہ حضرات (احکام خداوندی کے نشرواشاعت) کی غرض سے مجالس علمیہ کی تشکیل وتنظیم کرتے ہیں جن میں ہزاروں طالبین علم دین

شریک ہوتے ہیں جو پورے عالم میں دعوت اسلامی کو عام کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں

خمینی کی اس تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ حدیث مستدل میں خلفاء سے مراد وہ علمائے حدیث ہیں جو حدیث کی تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں اور یہ علمائے حدیث اپنے درس و افادہ کے ذریعہ رسالت و امامت کے کام کو انجام دیتے ہیں)

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وہ محدث جس کا مبلغ علم صرف الفاظ حدیث کی روایت ہو، اور وہ درجہ اجتہاد پر نہ پہنچا ہو، اصول سے فروع کے استنباط کے اصول و ضوابط سے ناواقف ہو نیز صحیح و غیر صحیح حدیث میں امتیاز کرنے سے بھی عاجز ہو۔ وہ بھلا کیونکر دوسروں کی رہنمائی کی خدمت انجام دے سکتا ہے، ایسا نرا محدث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے ساقط ہے کیونکہ وہ شخص جو سچی اور جھوٹی حدیثوں تک میں تمیز نہ کرے محض قال رسول اللہ قال رسول اللہ کہنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مطمح نظر قطعاً نہیں ہو سکتا، کیونکہ آپ کا مقصد تو صحیح اور واقعی حدیثوں کی نشر و اشاعت ہے۔[۱] خمینی کی اس عبارت آرائی کا حاصل یہ ہے کہ مجتہد جو کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دیتا ہے وہ اس حدیث کی رو سے رسول خدا اور ائمہ جنی کا خلیفہ اور نائب ہے، لہٰذا جو اختیارات مناب اور اصل کو حاصل تھے وہ سارے اختیارات اس کے نائب کو حاصل ہوں گے۔

خمینی کے استدلال کا جائزہ

پورے ذخیرۂ حدیث سے خمینی کو اپنے مطلب کی جو حدیث ملی ہے وہ بھی ایک حدیث ہے اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس قدر اہم اور دور رس نتائج کے حامل نظریہ و عقیدہ کے ثبوت کے لئے قطعی اور یقینی دلیل کی ضرورت ہے جبکہ یہ خبر واحد

---

[۱] خمینی نے الحکومۃ الاسلامیہ کے صفحہ ۴۸-۴۹ پر جو طویل بحث کی ہے یہ اس کا خلاصہ ہے

ہے جو صرف مفید ظن ہے اس لئے خمینی کا اپنے نظریہ پر اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہے۔ پھر یہ حدیث اس درجہ کی ہے بھی نہیں کہ موقع استدلال میں اسے پیش کیا جا سکے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی احمد بن عیسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی ہے جس کے بارے میں دار قطنی کا فیصلہ ہے۔ "ھو کذاب"۔ یہ راوی جھوٹا ہے۔[1]

ان بیان کردہ عوارض سے قطع نظر جن سے خمینی کا استدلال بساز منثور بن جاتا ہے خود یہ استدلال سرے سے غلط ہے اور مغالطہ و سفسطہ سے زیادہ کی حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ خمینی نے بکمال چابکدستی برواۃ حدیث میں سے ادنیٰ و اعلیٰ کو لے کر اپنے مطلب کے مطابق نتیجہ اخذ کر لیا ہے۔ اور ان درجوں کے درمیان علمائے حدیث کے جو طبقات ہیں انھیں خلاف مطلب سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا ہے جو صریح مغالطہ ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ وہ راویان حدیث جو حدیث کی حیثیت سے واقف ہیں اور نہ معنی حدیث ہی کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً اس حدیث کے مدلول سے خارج ہیں، لیکن یہ بات بھی قطعی طور پر غلط ہے کہ اس حدیث کے مدلول صرف وہی علمائے حدیث ہیں جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ خمینی کہہ رہے ہیں بلکہ بلاشبہ وہ علمائے حدیث بھی اس حدیث کے مدلول میں داخل ہیں جو اگرچہ درجۂ اجتہاد کو نہیں پہنچے ہیں لیکن حدیث کی صحت و سقم اور اسکے معنی و مفہوم سے اچھی طرح واقف ہیں اور اس صورت میں خمینی کا استدلال ہوا ہو جاتا ہے۔

ولایت فقیہ شیعہ علماء کی نظر میں

خمینی اس نظریے میں بالکل منفرد اور اکیلے ہیں کیونکہ اسلامی فرقوں میں کوئی فرقہ بھی فقیہ و مجتہد کی ولایت عامہ مطلقہ کا قائل نہیں حتی کہ فرقۂ امامیہ

---

[1] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۲۶۔

جو امامت و ولایت کے مسئلہ میں انتہائی غلو سے کام لیتا ہے وہ بھی فقیہ و مجتہد کی ولایت عامہ اور نیابت مطلقہ کو تسلیم نہیں کرتا، چنانچہ فرقہ امامیہ کے علمائے متقدمین میں الامام المحدث الکلینی، مرتب الجامع الکافی، الشیخ الصدوق، الشیخ المفید، اور المفسر الطبرسی وغیرہ اور ان کے علمائے متاخرین میں الشیخ مرتضیٰ الانصاری، العلامۃ النائینی وغیرہ بیک زبان کہتے ہیں کہ فقیہ عادل جو اجتہاد مطلق کے مرتبہ کو پہنچ جائے وہ صرف ولایت خاصہ کا حامل ہوگا، کیونکہ فقیہ عادل مجتہد کی ولایت عامہ پر کوئی ایسی دلیل قطعی موجود نہیں ہے جو ائمہ معصومین کے اخبار و مرویات سے ماخوذ و مستفاد ہو۔ علاوہ ازیں فقیہ مجتہد کے لئے اگر ولایت عامہ کو تسلیم کر لیا جائے، تو لازمی طور پر فقیہ عادل مجتہد اور امام معصوم کے مابین برابری بھی ماننی پڑے گی۔ اور ان دونوں کے درمیان مساوات اور برابری پر نہ دلیل عقلی موجود ہے اور نہ حجۃ شرعی [1]

پیش نظر ان دو دلیلوں سے علمائے امامیہ نے پہلے ہی سے مجتہد کے لئے ولایت عامہ کے دروازے کو بند کر دیا تھا۔ اور خود خمینی کے وہ معاصر علماء جو خمینی سے علم و فضل وغیرہ میں کسی حیثیت سے بھی کم نہیں ہیں مثلاً آیت اللہ العظمیٰ الامام کاظم الشریعت مداری، الامام الطباطبائی القمی وغیرہ خمینی کے نظریۂ ولایت فقیہ کو دینی ضلال سے تعبیر کرتے ہیں اور اس مخالفت کی وجہ سے ان دونوں علماء کو خمینیوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بھی بننا پڑا پھر بھی یہ دونوں اپنی رائے پر ثابت قدم ہیں اور خمینی کے اس نظریہ کو علمی و شرعی طور پر غلط و گمراہ کن سمجھتے اور کہتے ہیں [2]

فرقہ شیعہ کے ایک زبردست محقق و مجتہد ڈاکٹر موسیٰ الموسوی لکھتے ہیں۔

---

[1] نہج خمینی ص ۱۷، ۱۸۔ [2] الثورۃ البائسۃ، ص ۱۵۔

وموضوع ولایۃ الفقیہ من البدع التی ابتدعھا الخمینی فی الدین الاسلامی واتخذھا اساسا للاستبداد المطلق باسم الدین[1]

ولایت فقیہ کا موضوع خمینی کی ان بدعتوں میں سے ایک بدعت ہے جو انھوں نے دین اسلام میں ایجاد کی ہیں۔۔۔۔ اور دین کے نام پر اس موضوع کو استبداد مطلق کے لئے ایک بنیاد بنایا ہے۔

ڈاکٹر موسوی اس کے بعد لکھتے ہیں۔

ان علی العالم اجمع من مسلمین وغیر مسلمین ان یعرفوا ان فقہاء ایران الکبار والمراجع الدینیۃ العظام فیھا عارضوا ولایۃ الفقیہ معارضۃ شدیدۃ واعلنوا انھا لا تمت الی الدین بصلۃ وانھا بدعۃ وضلالۃ[2]

دنیا کے تمام مسلم وغیر مسلم کو یہ جان لینا ضروری ہے کہ ایران کے علمائے کبار اور عظیم دینی شخصیتوں کا خمینی کے نظریہ ولایت فقیہ سے شدید ترین اختلاف ہے اور ان تمام حضرات نے اعلان کر دیا ہے کہ دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ نظریہ بدعت وگمراہی ہے۔

علمائے شیعہ کی ان تصریحات کے بعد خمینی کے اس نقطہ نظر کے خلاف دلائل وشواہد پیش کرنے کی اب کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اسلئے خمینی اور ان کے ہم نوا پیرو کاروں کے ملاحظہ وتوجہ کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشاد پر اس بحث کو ختم کیا جارہا ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جو ہمارے اس امر دین اسلام میں ایسی چیز ایجاد کرے جو اس میں داخل نہیں تو وہ مردود ہے (یعنی ایسی چیز اسی پر لوٹا دی جائیگی)

---

[1] الشورۃ البائسۃ ص ۴۹۔ [2] ایضاً ص ۵۱۔

خمینی مذہب کی کچھ اور بدعات وخرافات

خمینی کے نظریہ "ولایت فقیہ" کی بحث میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے، کہ ان کا یہ نظریہ سنی وشیعہ دونوں مکتبۂ فکر کے خلاف ہے، اور اسلامی عقائد ونظریات سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے، بلکہ خمینی نے اسے عیسائی کیتھولک فرقہ سے اڑایا ہے، اب آئندہ سطور میں خمینی مذہب کی چند مزید بدعات وخرافات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے، جن سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ خمینی کا حقیقی اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ دنیا کے سامنے اسلام کا ایک جدید ایڈیشن پیش کرنا چاہتے ہیں اور اپنے جبر وتشدد کے ذریعہ پورے عالم اسلام کو اپنے اسی جدید مذہب کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔

اذان میں اپنے نام کا اضافہ

اذان شعائر اسلام میں سے ہے جس کے الفاظ شریعت اسلام میں متعین ہیں ان میں اپنی جانب سے کمی یا اضافہ شرعی نقطۂ نظر سے درست نہیں ہے، دنیا کے تمام مسلمان خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی سب اس کے پابند ہیں کہ وہ اذان میں انھیں الفاظ کو استعمال کریں جو احادیث رسول سے ثابت ہیں اور امت مسلمہ اجماعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آجتک اسی پر عمل پیرا ہے اس چودہ سو سال کی مدت میں نہ جانے کتنے قوت وشوکت کے مالک حکمراں، اور صاحب جاہ وحشمت دینی رہنما پیدا ہوئے مگر کسی کو اس کی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اذان میں اپنے نام کا اضافہ کر دے، لیکن احادیث رسول اور امت

کے توارث کو نظر انداز کر کے خمینی نے اپنے نام کو اذان میں شامل کر دیا ہے اور آج ایران کی تمام مساجد میں اذان یوں دی جاتی ہے اللہ اکبر اللہ اکبر خمینی رھبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ الخ البتہ مشہد رضوی کی جامع گوہر اس بدعت سے پاک ہے کیونکہ شیعی عالم الامام الطباطبائی کو یہ بات گوارہ نہیں ہوئی کہ جس مسجد میں وہ نماز ادا کرتے ہیں اس میں یہ بدعت جاری کی جائے اس لئے انھوں نے کھل کر اس کی مخالفت کی اور اس سلسلے میں خمینیوں کے ہر ظلم و ستم کو برداشت کیا مگر اپنی مسجد میں یہ بدعت جاری نہ ہونے دی[۱]

خمینی کے نام پر درود و سلام

کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق پوری امت مسلمہ کا یہ عمل ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے نام پر ایک بار درود و سلام کی دعا کرتے ہیں لیکن آج ایران میں خمینی کے نام پر ایک بار کے بجائے تین مرتبہ درود پڑھا جاتا ہے۔[۲]

خمینی کے نام پر تکبیر

آج ایران کی مجلسوں کا یہ حال ہے کہ جہاں ان میں خمینی کا ذکر آتا ہے تو خمینی کے شیدائی مارے خوشی کے ناچنے لگتے ہیں اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں لیکن اسی مجلس میں جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ آتا ہے تو پوری مجلس چپ سادھ لیتی ہے حتی کہ کسی کی زبان پر درود و سلام کے الفاظ بھی نہیں آتے۔[۳]

خمینی کی شرک آمیز تعظیم

خمینی مذہب کے پیرو آج خمینی کی تعظیم و تکریم میں اس درجہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ خمینی سے ملاقات کے وقت انھیں یا ارحم الراحمین سے خطاب کرتے ہیں جبکہ ارحم الراحمین صرف خدائے رحمن و رحیم ہی ہے، علاوہ ازیں آج خمینیوں نے اپنا شعار "اللہ اکبر خمینی رہبر" کو بنا رکھا ہے یعنی خدا کے نام کے ساتھ خمینی کا نام شامل کر دیا گیا ہے۔[۴]

---

۱ و ۲ الثورة البائسة ص ۱۶۲-۱۶۳ ۔ ۳-۴ منهج خمینی ص ۴۳

حرمین شریفین
اور خمینی کے ناپاک عزائم

دین اسلام کے بارے میں خمینی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلام دین سیاست ہے جیسا کہ ان کے بیان مورخہ ۲۹/۹/۱۹۷۹ء کے اس جملے سے ظاہر ہے: انه دین عبادته سیاسة وسیاسته عبادة[1]: اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی عبادت سیاست ہے اور سیاست عبادت ہے۔ اور نماز جمعہ ان کے نزدیک سیاسی عبادت ہے: صلوٰة الجمعة عبادة سیاسیة اجتماعیة حیث یجتمع الناس کل اسبوع فی اجتماع عظیم لحل مشاکلهم[2]: نماز جمعہ سیاسی و معاشرتی عبادت ہے کیونکہ ہر ہفتہ لوگ ایک بڑے اجتماع میں اپنی مشکلات و ضروریات کے حل کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

خمینی کے نزدیک انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کی بعثت اور دنیا میں بھیجے جانے کی اصلی غرض بھی سیاسی ہی ہے، چنانچہ اپنے خطبہ ۹/۹/۱۹۸۱ء میں کہتے ہیں فالتدخل بالشئون السیاسیة من اهم الامور التی جاء من اجلها الانبیاء والرسل[3]: سیاسی معاملات میں مداخلت ان اہم امور میں سے ہے جس کے لئے انبیاء و رسل دنیا میں تشریف لائے

خمینی اپنے اسی نقطہ نظر کی بنیاد پر مہبط وحی کعبۃ اللہ و مدینۃ الرسول کو

---

[1] الامام الخمینی ومؤتمر العالم الاسلامی ص ۱۱ ۔ [2] الامام الخمینی ومؤتمر العالم الاسلامی ص ۳۴ [3] نہج خمینی، ص ۱۷ ۔

بھی ایک سیاسی مرکز کی حیثیت سے اہمیت دیتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ کی عبادتی حیثیت ان کے نزدیک ثانوی درجہ رکھتی ہے، اور چونکہ خمینی کے دل و دماغ پر سیاسی اقتدار کی ہوس مسلط ہے اور پورے عالم اسلام پر اپنے اقتدار کا سکہ رائج کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں جس کی تعبیر کیلئے حرمین شریفین پر اپنے تسلط کو وہ نہایت ضروری قرار دیتے ہیں، چنانچہ جس زمانہ میں وہ پیرس کے اندر خود ساختہ جلاوطنی کے دن گذار رہے تھے اپنی ایک تقریر میں اپنے اس نقطۂ نظر کو اسطرح واضح کیا تھا۔

:: دنیا کی اسلامی اور غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ و مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا، چونکہ یہ علاقہ مہبط وحی اور مرکز اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا غلبہ و اقتدار ضروری ہے:[۱]

اسی تقریر میں خمینی نے آگے چل کر یہ انتہائی دلخراش و روح فرسا جملہ بھی استعمال کیا ہے

:: جب فاتح بنکر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلا یہ کام ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں کو نکال باہر کردوں گا::

قارئین اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ نبی کریمؐ کے روضۂ اقدس میں "پڑے دو بتوں" سے خمینی کی کیا مراد ہے۔ (معاذ اللہ، استغفر اللہ)

چنانچہ انقلاب ایران کے بعد ہی سے خمینی اپنے اس ناپاک منصوبہ کو بروئے کار لانے کیلئے مفسد پرداز پاسداران انقلاب کی ایک اچھی خاصی فوج ہر سال موسم حج میں مکہ معظمہ میں حج کے مقدس نام سے بھیجتے رہتے ہیں اور یہ مفسد پرداز یہاں آکر ایسی ایسی حیاسوز حرکتیں کرتے ہیں کہ شیطان اکبر ابلیس بھی کچھ دیر کے لئے شرما جاتا ہے۔

ایرانی انقلاب سے پہلے حج کی عبادت پورے اطمینان و سکون سے انجام

---

[۱] خطاب بہ نوجوانان، بحوالہ خمینی ازم۔ ص ۸۔

باقی تھی مگر اس انقلاب کے بعد سے خمینی مفسدہ پردازوں کے ہاتھوں اس مقدس و محترم اور مرکز امن و امان کی ساری امن و سلامتی غارت ہو گئی ہے۔ یہ مفسدہ پرداز غول در غول ہاتھوں میں خمینی کی تصویروں کا بینر اٹھائے اور تکبیر و تہلیل کے بجائے اللہ اکبر خمینی رہبر کا نعرہ لگاتے ہوئے حج اور حرم کے تقدس کو جس طرح پامال کرتے ہیں ایک مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اور حد تو یہ ہے کہ گذشتہ سال (۱۹۸۶ء) احرام میں ملبوس حج کے نام پر آنے والے پاسداران انقلاب اپنے بکسوں میں دھماکہ خیز و آتشگیر مادہ لیکر آئے تھے، لیکن خیریت یہ ہوئی کہ سعودی حکومت کو کسی طرح اس کی اطلاع ہو گئی اور انھیں جدہ ایرپورٹ پر روک لیا گیا، اور جب ان کے سامانوں کی تلاشی لی گئی تو وہ آتشگیر مادے وافر مقدار میں برآمد ہوئے، یہ آتشگیر مادے اس قدر تباہ کن تھے کہ ان کی نصف کلو مقدار بڑی سے بڑی عمارت کو خاکستر کر دینے کیلئے کافی تھے۔

سوال یہ ہے کہ آخر اس انتہائی خطرناک آتشگیر مادے کی حج میں کیا ضرورت تھی اور اسے کس غرض سے لایا جا رہا تھا کیا خمینی اور ان کے حمایتی اس کا صحیح قابل قبول جواب دے سکتے ہیں؟

اس سال حج کے نام پر آنے والے ایرانی مفسدوں کی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار سے متجاوز تھی اور ان میں بھتر فی صد فوجی تربیت یافتہ اور فوجی تنظیموں کے رضا کار تھے، اس تربیت یافتہ مفسدوں کی بھیڑ نے حرم، اہل حرم اور مہمانان حرم کے ساتھ کیا سلوک کیا اس کی تفصیل سے دنیا واقف ہو چکی ہے اور ایران جسے اپنے پروپیگنڈے پر ناز ہے وہ بھی ان حقائق کو چھپا نہیں سکا۔

سوال یہ ہے کہ حج جیسی اہم ترین عبادت جس میں حاجی احرام باندھ کر زبان حال سے اللہ کی کبریائی اور ترک شہوت کا اظہار کرتا ہے، پھر تلبیہ (اللّٰھم لبیک

اللھم لبیک، کے ذریعہ اسی کی شہادت دیتا ہے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی سے عشق الٰہی میں اپنی وارفتگی کا اظہار بیان کرتا ہے پھر عرفات میں پہنچکر ذکر الٰہی سے اپنے سوز دروں اور خشیت خداوندی کے جذبے کو قوی کرتا ہے جس کا اظہار گریہ وزاری اور ابتہاج و ابتہال سے ہوتا ہے۔ اسکے بعد رمی جمار کرکے اس بات کا ثبوت دیتا ہے کہ شرور و فتن کی گندگی سے اس کا دل پاک ہو چکا ہے اور ان برائیوں کو وہ اچھی طرح پہچان گیا ہے، اسی لئے انھیں سنگسار کرکے ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے، غرضکہ حج کے ایک ایک عمل سے اللہ کی کبریائی اور اس سے محبت و عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔

لیکن ایرانی زائرین خدا کے حرم میں خدا کے نام کے بجائے خمینی کا نام بلند کرتے ہیں جتھا بند ہو کر فسوق و جدال ہی نہیں کرتے بلکہ مظاہرہ و فساد کرکے عامۃ الناس کی ایذا رسانی کا سامان فراہم کرتے ہیں، شعائر اللہ کی تعظیم اور عبادت حج کی حرمت کے بجائے توہین حرم کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان ساری فتنہ پردازیوں کا واحد مقصد یہ ہے کہ اس مرکز اسلام کے امن و امان کو ختم کرکے اس پر اپنے قبضے اور تسلط کی راہ ہموار کی جائے۔

کیا خمینی اور ان کے حمایتی خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی زد سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ ومطلب دم امری مسلم بغیر حق لیھریق دمہ (رواہ البخاری)

حاصلِ بحث

اب تک کی بیان کردہ تفصیلات سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ خمینی اور ان کی جماعت وحدانیت رسالت، اور صحابہ کرام کے متعلق جن عقائد و نظریات کی پابند ہے وہ قرآن عظیم احادیث نبویہ اور جمہور امت کے چودہ سو سالہ متوارث عقیدے کے بالکل متضاد اور مخالف ہیں نیز جس قسم کی بدعات اور خرافات پر وہ عمل پیرا ہے ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے بصورت موجودہ عام امت کا ان سے اتحاد کسی بھی طرح ممکن نہیں بلکہ اس کے برعکس علمائے اسلام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خمینی اور ان کی جماعت کے اسلام مخالف عقائد و نظریات سے امت مسلمہ کو واقفیت بہم پہنچائیں اور ان کے باطل عقائد کی بنیاد پر شریعت کا ان کے بارے میں جو فیصلہ ہے۔ اس کا پوری وضاحت کے ساتھ اظہار فرمادیں تاکہ ملت اسلامیہ ان کے پُر فریب پروپیگنڈوں سے متاثر ہوکر اسلام کی سیدھی راہ سے بھٹک کر خمینیت کی بھول بھلیوں میں نہ پھنس جائے۔

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ

وارنا الباطل باطلا وارزقنا

اجتنابہ وصلی اللہ علی

سیدنا ومولانا محمد

وآلہ واصحابہ

اجمعین

٭

حوالے کی کتابیں

١۔ الثورۃ البائسۃ	ڈاکٹر موسیٰ الموسوی (محقق و مجتہد شیعی عالم)
٢۔ کشف الاسرار	روح اللہ خمینی
٣۔ الحکومۃ الاسلامیہ	″
٤۔ الجہاد الاکبر	″ (خمینی کی ان تقریروں کا مجموعہ
٥۔ الامام الخمینی و موتمر الحج العالمی	″ جو موسم حج میں کی گئیں)
٦۔ نہج خمینی	مجلس علمی
٧۔ المسوی شرح موطا	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
٨۔ مسند امام احمد بن حنبل	
٩۔ منہاج السنہ	علامہ ابن تیمیہ
١٠۔ الصارم المسلول	
١١۔ فضائل صحابہ و اہل بیت	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
١٢۔ تحفہ اثنا عشری	″
١٣۔ مقام صحابہ	مولانا مفتی محمد شفیع دیوبند
١٤۔ فتح القدیر	محقق ابن ہمام
١٥۔ فتاوی عالمگیری	مجلس علمی۔
١٦۔ نہج البلاغہ	

اخبار و رسائل

١٧۔ الرای العام ۔ کویت	٢١/٦/١٩٨٠ء
١٨۔ ہفت روزہ ایشیا، لاہور	٩/ ١٩٨٣ء
١٩۔ ″ ″ نئی دنیا دہلی	٣ر اپریل ١٩٨٣ء

شہید جھنگویؒ

نشانِ صحابہؓ کی عظمتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی ۔ بیانِ خلافت کی حکمتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

ندائے حق گنگنا رہا ہے پیامِ نصرت سنا رہا ہے
وقارِ فطرت کے ولولوں میں کرن نئی جگمگا رہا ہے
اجالے دین کی صداقتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

سپاہِ صحابہ کے نوجوانو پیامِ جھنگوی کے رازدانو
ضیاء الرحمٰن کی قیادت میں پھیل جاؤ صحابہ کے پاسبانو
پیام دو گل کی نکہتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

سنو جی اعدائے ایران کی وہ افرنگیت کا مکر و فن اب نہیں چلے گا
خوشا کہ عالم میں چار و سو اب سپاہ صحابہ کا عَلم چلے گا
ستم کدہ کی فراکشوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

شہیدِ ناموسِ مصطفےٰ کا جنازہ منزل کو جا رہا ہے
روحانی دنیا میں شور اٹھا وہ آ رہا ہے وہ آ رہا ہے
خدائے برتر کی رحمتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

عدم کو جاتے ہوئے جہاں سے لہو کی نہریں رواں دواں تھیں
وہ دیکھو چشمِ فلک کے آنسو بھی آہ و زاری میں ہم زباں تھیں
عجیب نظارہ کے جلوتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

کفن کا ہر تار خوں میں لت پت فسانۂ دل سنا رہا ہے
حیاتِ ابدی کا اک جنازہ بھی ہے محفل وہ جا رہا ہے
قبائے غم کی ضیا فشوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

ستیزہ گاہِ جہاں میں ساجد لوائے حق تو بلند رہے گی
ستم کے طوفاں میں حق پرستوں کی ہر ادا سر بلند رہے گی
وہ انقلابی صلاحیتوں کا شہید جھنگوی شہید جھنگوی

محمد ایاز ماہڑہ جنرل سیکرٹری
انجمن سپاہِ صحابہ یونٹ ماہڑہ تحصیل و ضلع
مظفر گڑھ

پاکستان میں سنی نوجوانوں کی سب سے مؤثر اور فعال تنظیم

انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان

زیر انتظام

مولانا علامہ ابوریحان ضیاء الرحمن فاروقی صاحب

شہید ناموس صحابہؓ مولانا حق نوازؒ کا پیغام

دنیا بھر کے اہلسنت سے اپیل ہے کہ صحابہؓ دشمنوں کے استیصال اور افکار کے فروغ کے لئے تمام اختلافات بھلا کر انجمن سپاہ صحابہؓ کا ساتھ دیں۔ اس کا نصب العین اور منشور عام کریں اور گھر گھر شیعت کو بے نقاب کرنے کا عزم کریں۔

آئیے انجمن سپاہ صحابہؓ میں شامل ہو کر خمینیت اور سبائیت کے مکروہ چہرے سے پردہ ہٹانے اور خلفائے راشدینؓ کے کارناموں کو اجاگر کرنے میں ہمارا ساتھ دیجئے۔

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان جھنگ